



ح : جملہ حقوق محفوظ
علاقہ کڈپہ کے نایاب تاریخی کتبے
(تحقیق و تعارف)

ڈاکٹر راہی فدائی

صفحات: ۹۶ | تعداد: ۵۰۰ جلدیں | اشاعت بار اول: ۲۰۱۸ء | قیمت: سو روپے

علاقہ کڈپہ کے نایاب تاریخی کتبے

کمپوزنگ: محمد یونس طیب: کڈپہ
ترتیب، تزئین: اقبال خسرو قادری، دبستان فاؤنڈیشن: کڈپہ
طابع و ناشر: زیر اہتمام: قاضی اسد ثنائی
الانصار پبلی کیشنز، 18-8-223/12/A، ریاست نگر
حیدرآباد-500059 (موبائل: 09391301192)

ISBN

Rare Inscriptions of Kadapa Area

Research and Introduction By:

Dr. Rahi Fidai

96 Pages | 500 Copies | First Published :2018

Price Per Copy : ₹ 100/=

Printed & Published By :

AL-ANSAR PUBLICATIONS

#18-8-223/12/A, Riyasath Nagar, Hyderabad-500059 (T.S)

Website : www.alansar-publications.com

email: qaziasadsanai@gmail.com

Contact : +91 9391301192

(تحقیق و تعارف)

ڈاکٹر راہی فدائی

06	مقدمہ
09	کڈپہ: تاریخ کے جھروکوں سے
23	کتبہ مسجد درویش محمد قادری: سدھوٹ
24	کتبہ مسجد قلعة: کڈپہ
27	کتبہ مسجد اہلق اصفہائی، ناگ جھری: قلعة گنڈی کوٹہ
28	کتبہ مسجد سید محمد داروغہ بادشاہی: سدھوٹ
30	کتبہ شاہی عید گاہ: کڈپہ
34	کتبہ آثار مبارک بہادر خاں مسجد: کڈپہ
36	کتبہ گنبد حضرت امین الدین شاہ گیسو دراز، کڈپہ
38	کتبہ چاند پھرا گنبد: کڈپہ
40	کتبہ مسجد محمد غیاث: سدھوٹ
41	کتبہ فوارہ فرح باغ: گنڈی کوٹہ
44	کتبہ گنبد حضرت بسم اللہ شاہ قادری: سدھوٹ
46	کتبہ مسجد شیخ علی: سدھوٹ
48	کتبہ منڈلی مسجد (حوض کی مسجد): کڈپہ
50	کتبہ لوح مزار حضرت سید عبدالقادر عرف جیلانی بادشاہ شہید: کڈپہ
51	کتبہ لوح مزار حضرت مولانا سید شاہ نور اللہ بادشاہ بخاری: کڈپہ

اس کتاب میں شامل تمام بزرگان دین
اولیائے کاملین اور صلحائے مسلمین کی
ارواح پر فتوح کے نام

..... رانی فرلئی

مقدمہ

جنوبی ہند کا مشہور و معروف شہر کڈپہ صدیوں سے سیاسی، دینی، علمی اور ادبی اعتبار سے ممتاز رہا ہے۔ قدیم زمانے میں علاقہ کڈپہ پر چولا (Chola) اور مٹلی (Matli) راجاؤں کی حکومت رہی، پھر ایک دور ایسا بھی آیا کہ یہ علاقہ سلطنت و جیا نگر کے نامور راجا، سری کرشنا دیورائے (عہد حکومت ۱۵۰۹ء تا ۱۵۳۰ء) کے زیر اقتدار رہا۔ جس کے ثبوت میں یہاں کے مندروں کے کتبے پیش کیے جاسکتے ہیں۔ راکشی تنگوی (تالی کوٹ) کے خوں ریز معرکے کے بعد ۱۵۶۵ء میں سلطنت و جیا نگر کا خاتمہ ہو گیا تو پہلی بار علاقہ کڈپہ پر مسلم حکمرانوں کا اقتدار قائم ہوا۔

عادل شاہی سلطنت کے چوتھے حکمران، سلطان علی عادل شاہ اول نے (دور حکومت ۹۶۵ھ تا ۹۸۸ھ مطابق ۱۵۵۷ء تا ۱۵۸۸ء) بشمول کڈپہ کرناٹک کے بہت سارے علاقے فتح کر لیے تھے مگر وہاں کے پالے گاروں (جاگیرداروں) کی بغاوت و سرتابی کو کچلنے کے لیے قطب شاہی حکمرانوں نے پہل کی۔ قطب شاہی سلطنت کے چھٹے بادشاہ سلطان عبداللہ قطب شاہ نے (عہد حکومت ۱۰۳۶ھ تا ۱۰۸۳ھ مطابق ۱۶۲۶ء تا ۱۶۷۲ء) ان باغیوں کو شکست دینے اور اپنی حکومت قائم کرنے کے لیے اپنے جری و ذکی ایرانی نژاد سپہ سالار میر محمد سعید معروف بہ میر جملہ کو جنوب کے مشرقی علاقے پائیں گھاٹ کی تسخیر کے لیے روانہ کیا (۱)۔ میر جملہ نے کڈپہ، سدھوٹ، گنڈی کوٹ وغیرہ علاقے فتح کر لیے، مگر سوائے اتفاق وہ اپنے آقا عبداللہ قطب شاہ سے کسی معاملے میں بدظن ہو کر مغل شہنشاہ شاہ جہاں (۱۰۳۷ھ تا ۱۰۷۴ھ) کے زیر ظل عاطفت، ۱۰۶۶ھ مطابق ۱۶۵۶ء میں دہلی پہنچا اور اسی دوران، ۱۰۷۴ھ مطابق ۱۶۶۳ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔ میر جملہ کے دہلی چلے جانے کے بعد سلطان

53	کتبہ مسجد شاہ درویش: سدھوٹ
55	کتبہ مسجد شاہ قادری: سدھوٹ
58	کتبہ لوح مزار حضرت کمبل پوش: کڈپہ
61	کتبہ لوح مزار حضرت سید شہ میر (دوم): کڈپہ
63	کتبہ لوح مزار حضرت سید شاہ قادر بادشاہ بخاری عبد کڈپوی
65	کتبہ لوح مزار حضرت سید شاہ محی الدین قادری: کڈپہ
67	کتبہ مرقد حضرت سید علی مراد شاہ بخاری افضل کڈپوی
69	کتبہ لوح مزار حضرت شہ میر ثالث: کڈپہ
70	کتبہ لوح مزار حضرت علامہ سید شاہ عبدالجبار صاحب قادری: کڈپہ
	ضمیمہ
74	کتبہ لوح مزار شہداء کڈپہ
77	مآخذ و حواشی
81	عکس کتبات/عکس متن مآخذ

عبداللہ قطب شاہ نے ۱۰۷۱ھ مطابق ۱۶۶۰ء میں اس کی جگہ ایک اور نامور و لائق و فائق سپہ سالار میر سعید حسین عرف نیک نام خان (متوفی ۱۰۸۳ھ) کو مقرر کیا۔ نیک نام خان اسم با منی تھا، اس نے نہ صرف قطب شاہی فتوحات کو وسعت دی بلکہ قدیم کڈپہ کے قریب ہی اپنے نام سے ایک نیا شہر ”نیک نام آباد“ بسایا۔ یہی شہر بعد میں ”کڈپہ“ (جدید) کے نام سے موسوم ہو گیا (۲)۔

سلاطین مغل کے عظیم حکمران شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر (متوفی ۱۱۱۸ھ مطابق ۱۷۰۶ء) نے عادل شاہی اور قطب شاہی حکومتوں کو بالترتیب ۱۰۹۷ھ مطابق ۱۶۸۶ء اور ۱۰۹۸ھ میں ۱۶۸۷ء میں تاخت و تاراج کرنے کے بعد دکن پر اپنا قبضہ مضبوط کرنے کے لیے ایک نامور و بہادر جرنیل نواب ذوالفقار علی خاں نصرت جنگ کو ۱۱۰۳ھ مطابق ۱۶۹۱ء میں کرناٹک کی طرف روانہ کیا۔ نصرت جنگ نے ۱۱۱۰ھ مطابق ۱۶۹۸ء میں چچی کا عظیم الشان قلعہ مسخر کر لیا۔ نصرت جنگ کی عمل داری میں کڈپہ، سدھوٹ، گنڈی کوٹ وغیرہ علاقے شامل تھے۔ اس نے دکن پر ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۰۳ء تک مکمل بارہ سال بڑے ہی وقار و طمطراق کے ساتھ حکومت کی، اس کے بعد اسے دہلی طلب کیا گیا، جہاں ۱۱۲۴ھ مطابق ۱۷۱۳ء میں اسے قتل کر دیا گیا۔ نواب ذوالفقار علی خاں کے دکن سے رخصت ہونے کے بعد اس کا نائب نواب داؤد خاں چٹائی بن نواب خضر خاں چٹائی ۱۱۱۵ھ میں دکن کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ وہ انتہائی ذہین، معاملہ فہم اور شجاع و جری حاکم تھا۔ اس پر عالم گیر اورنگ زیب کو نصرت جنگ کی طرح بڑا اعتماد تھا۔ فوجیوں نیز شہریوں کی ضروریات کی تکمیل کے لیے اس نے نہر داؤدی بھی جاری کی تھی۔ یہ نہر موجودہ شہر کڈپہ کے قلب سے گزرتی ہوئی، دریائے پٹار میں مل جاتی ہے۔ اس نہر کو آج کل بگا و نکا (Bugga Vanka) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس نے تقریباً آٹھ سال تک دکن پر حکومت کی اور پھر بادشاہ فرخ سیر ابن عظیم الشان کے دور حکومت (۱۱۲۵ھ تا ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۷۱۳ء تا ۱۷۱۸ء) میں سازشوں کا شکار ہو کر بمقام برہان پور ۱۱۲۷ھ ۱۷۱۵ء میں قتل کیا گیا (۳)۔

نواب داؤد خاں چٹائی کے دور میں مغل فوج کا ایک اعلیٰ افسر میانہ عبدالنبی خاں ابن میانہ عبدالرحیم خاں (متوفی ۱۱۵۸ھ مطابق ۱۷۴۵ء) اپنی دلیری، دوراندیشی اور ذکاوت و فراست کی وجہ سے شہنشاہ اورنگ زیب کی نگاہوں کا مرکز بن گیا۔ عالم گیر نے اس کی خدمات کے اعتراف میں سدھوٹ سرکار کا حاکم بنادیا اور کرشنا گری، چدم برم اور بارہ محل کی جاگیریں عطا کیں (۴)۔ میانہ عبدالنبی خاں نے اپنا دارالحکومت، سدھوٹ سے نیک نام آباد منتقل کرتے ہوئے اس شہر کا نام ”کڈپہ“ (Kadapa) رکھا، جو آج بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ راقم الحروف (راہی فدائی) اسی کڈپہ علاقے کے چند نایاب تاریخی کتبوں کی تفصیلات یہاں تحریر کر رہا ہے تاکہ ان کے تذکرے کے ساتھ ان کا تحفظ بھی کسی نہ کسی زاویے سے ہو جائے۔

چونکہ کڈپہ اہل علم و فضل، صوفیاء و صلحاء کا مرکز اور اشاعت دین کا منبع رہا ہے اس لیے یہاں کی مسجدوں، مزاروں اور درگاہوں پر کتبے تحریر شدہ دستیاب ہیں جو مورخ زمانہ کے ساتھ مٹتے جا رہے ہیں۔ انہیں تلف ہونے سے بچانے کے لیے راقم نے اس مضمون کا سہارا لیا ہے۔ علاوہ ازیں ہر سال اعراس اور رمضان وغیرہ کے موقع پر ان کتبوں پر رنگ و روغن کی دبیز چادر چڑھا دی جاتی ہے جس سے کتبوں پر کندہ اشعار کی قرأت میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کے محوشدہ حروف کی شناخت کے لیے تائید غیبی درکار ہوتی ہے۔ خدائے قدوس کا شکر و احسان ہے کہ راقم کی دس سالہ کاوش کے نتیجے میں تقریباً پچیس کتبوں کی تفصیلات جمع ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض کتبے قدیم مسجدوں کی توسیع کی وجہ سے ضائع ہو گئے تھے لیکن ان کا ذکر دور ماضی کے اہل قلم کے خطوط میں محفوظ ہے۔ ایسے کتبوں کو بھی یہاں شامل کیا گیا ہے تاکہ جہاں یہ کتبے نصب تھے ان مقامات کی تاریخیت، اہل ذوق کی بصیرت افروز نگاہوں کی طمانیت کا باعث بنے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ ان کتبوں کو تاریخی ترتیب کے ساتھ پیش کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ان سے متعلق تاریخی، سیاسی پس منظر بھی قاری کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو۔

کڈپہ: تاریخ کے جھروکوں سے

راقم الحروف کی رائے میں تاریخ ایک ایسی بے سرو پا چیز ہے جسے ہر عقل مند اپنے دعوے کی بنیاد بنانا پسند کرتا ہے۔ یہ اس لیے کہ تاریخ میں بیان کردہ امر واقعہ کا نہ تو کوئی چشم دید گواہ ہوتا ہے اور نہ وہ واقعہ اسی وقت قلم بند کیا جاتا ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی وقوع حادثے کے صدیوں بعد اس کی تفصیل احاطہ تحریر میں لائی جاتی ہے جس کی وجہ سے بہت ساری غیر واقعی باتیں زیب داستان کے طور پر اس میں شامل ہو جاتی ہیں۔ تاہم ان تمام الجھنوں کے باوجود علم تاریخ، انسانی تہذیب و تمدن اور ان کے عروج و زوال کی منہ بولتی تصویر پیش کرتا ہے جس سے بنی نوع آدم کے لیے عبرت و نصیحت کے بیش بہا خزانے ہاتھ آتے ہیں اس لیے حتی المقدور تاریخی واقعات کو عقل و خرد کی کسوٹی پر پرکھنے اور انہیں تحقیقی معیار پر آزمائے کی سخت ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ راقم نے اپنے اس مضمون میں شہر کڈپہ کی مختصر تاریخ معاصر کتابوں اور اس زمانے کے سنگین کتبات اور اس وقت جاری کردہ اسناد سے مرتب کرنے کی سعی کی ہے تاکہ صحیح تاریخ ضبط تحریر ہو سکے۔

رائل سیما کا قلب، آندھرا کا جگر، اور کرناٹک کا دست راست سمجھا جانے والا یہ تاریخی شہر کڈپہ جس کے شمال میں کرنول جنوب میں چتور، مشرق میں نیلور اور مغرب میں انت پور واقع ہے، اپنی سیاسی ہنگاموں کے لیے صدیوں سے معروف و مشہور رہا ہے۔

کڈپہ کی وجہ تسمیہ کے سلسلے میں یہ غیر تحقیقی روایت بیان کی جاتی ہے کہ چندرا خاندان کے راجا جے مہاراج نے ایک مرتبہ تروپتی کے مندر کی زیارت سے فارغ ہو کر وطن لوٹتے ہوئے راستے میں خواب دیکھا کہ وینکٹیشوراسوامی نے ان سے کہا کہ اس مقام پر واقع تالاب کے کنارے ایک مندر تعمیر کرو۔ حسب حکم مذکورہ راجا نے ایک عظیم الشان مندر بنوا کر اس کا نام ”گڈپہ وینکٹیشور“ رکھا اور یہ مشہور کروایا کہ جو بھی اس مندر میں نذرانہ پیش کرے گا

وہ بعینہ تروپتی میں نذرانہ پیش کرنے کے مترادف سمجھا جائے گا۔ اس اعلان کے بعد تروپتی کے زائرین اس مقام کی بھی زیارت کرنے لگے تو اس کا نام ”گڈپہ کوئل“ ہو گیا، جس کے معنی ”مندر کی دہلیز“ کے ہوتے ہیں۔ بعد ازاں مذکورہ مندر میں زائرین کی کثرت کو دیکھتے ہوئے مختلف مقامات کے غریب و نادار برہمن پجاری وہاں آ کر بسنے لگے تو وہاں ایک گاؤں بس گیا جس کا نام ”دے وار گڈپہ“ مشہور ہو گیا۔ پھر ایک قلیل عرصہ بھی نہیں گزرا کہ زراعت پیشہ افراد آب رسانی کی سہولت کے مد نظر اطراف و اکناف کے علاقوں سے آ کر وہاں نہ صرف سکونت پذیر ہو گئے بلکہ تالاب کے کنارے واقع اراضی میں انہوں نے کاشت کاری بھی شروع کر دی۔ اس طرح ”دے وار گڈپہ“ کے بغل ہی میں ایک اور قریہ آباد ہو گیا جس کا نام ابتداء میں ”گڈپہ“ ہی تھا مگر جب اسی قریے کے قریب قطب شاہی سرکار کے سپہ سالار نیک نام خان کا نوآباد شہر ”نیک نام آباد“ کو نواب عبدالنبی خاں میانہ نے اپنی صوبہ داری کے زمانے میں ”شہر کڈپہ“ کے نام سے موسوم کر دیا تو مذکورہ قریہ ”پاتا کڈپہ“ (یعنی قدیم کڈپہ) کے نام سے پکارا جانے لگا۔ لفظ ”کڈپہ“ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ لفظ درحقیقت ”گڈپہ کوئل“ تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ تروپتی کی زیارت کرنے والے افراد پہلے یہاں کے مندر میں پوجا پاٹ کرنے کے بعد تروپتی جاتے ہیں اسی لیے اس کا نام ”گڈپہ کوئل“ یعنی ”مندر کی دہلیز“ پڑ گیا۔ کثرت استعمال کے سبب یہ لفظ مختصراً ”گڈپہ“ ہوا پھر مرور زمانہ کے ساتھ کاف فارسی (گ) عربی زبان کے کاف (ک) میں تبدیل ہو گیا اور ”گڈپہ“ زبان زد خاص و عام ہو گیا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ حال حال تک انگریزی میں کڈپہ کا تلفظ (Cuddapah) کیا جاتا رہا ہے جب کہ دسویں صدی کی بعض کتابوں میں اس لفظ کو (Kadappa) بھی لکھا گیا ہے۔ راقم الحروف نے کتب خانہ مخطوطات شرقیہ مدراس (Govt., Oriental Manuscripts Library Madras) کی قدیم فہرست کتب میں لفظ کڈپہ کو (Kadapa) لکھا ہوا دیکھا۔ بعض اہل علم نے لفظ کڈپہ کو کریگی (Karigi) یا کری پے

(Karipe) کی بگڑی ہوئی صورت بتایا ہے جو دوسری صدی میں تصنیف کردہ ”ٹولی می“ (Ptolemy) کی کتابوں میں پایا گیا ہے۔ ۲۰۰۴ء میں آندھرا پردیش میں کانگریس پارٹی برسر اقتدار آئی اور کڈپہ کے متوطن سرکردہ لیڈر جناب وائی۔ ایس۔ راج شیکھر ریڈی ریاست کے وزیر اعلیٰ بنائے گئے تو انھوں نے شہر کڈپہ کے نام کا تلفظ درست کروایا اور اس طرح آج اس شہر کڈپہ کے نام کا انگریزی تلفظ KADAPA ہے۔ موجودہ شہر کڈپہ اپنے وجود کی ابتداء (تقریباً ۶۲-۱۶۶۱ء م ۱۷۰۷ء) سے عہد نواب عبدالنبی خان میانہ کی شروعات یعنی ۱۱۲۲ھ مطابق ۱۷۱۰ء تک صوبہ کرناٹک کے تحت داخل شدہ سدھوٹ سرکار کے ضلع چنور (Chennur) کا تعلق رہا ہے۔ نواب عبدالنبی خان میانہ کے دور حکومت (۱۶۱۰ء-۱۱۲۲ھ تا ۱۶۲۵ء-۱۱۵۴ھ) میں جب کہ کڈپہ پایہ تخت بنایا گیا تھا اس کی خوب ترقی ہوئی۔

قدیم زمانے میں اس علاقے پر ”چولا“ راجاؤں کی حکومت رہی۔ چنانچہ چولا راجا ”راجیندر را“ (عہد حکومت ۱۰۵۲ تا ۱۰۶۳ء) کا امیر ”ملوما“ سدھوٹ علاقے پر حکومت کرتا رہا تھا۔ سلطنت وجیانگر کے نام ور راجا ”سری کرشنا دیورائے“ (عہد حکومت ۱۵۰۹ء تا ۱۵۳۰ء) کی حکومت بھی اس پورے علاقے پر حاوی تھی جس کے ثبوت میں کڈپہ کے مندروں کے کتبے پیش کیے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ۱۵۵۶ء میں راجا ”سداشیوا دیوا“ (عہد حکومت ۱۵۴۷-۱۵۴۰ء) کے جاری کردہ اسناد اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ قدیم کڈپہ صدیوں سے نہ صرف آباد رہا ہے بلکہ حکمرانوں کی توجہ کا خاص مرکز بھی بنا ہوا تھا۔

راکشسی تنگڑی (تالی کوٹ) کی بھینٹک جنگ کے بعد جب ۱۵۶۵ء میں عظیم سلطنت وجیانگر کا مکمل خاتمہ ہو گیا تو دریائے کرشنا سے دریائے کاویری تک کے وسیع علاقے میں جگہ جگہ پھیلے ہوئے زمیندار و جاگیردار جنہیں ”پالے گار“ کہا جاتا تھا، اور جن کے تعاون کے بغیر مرکزی حکام بے دست و پا اور قطعی ناکام ہو جاتے تھے، خود مختار و خود سر بن بیٹھے تھے۔ سلطنت مغلیہ کے ماتحت حیدر آباد اور بیجا پور کے صوبہ داروں کا اولین فرض ان باغی و سرکش

پالے گاروں کی سرکوبی اور انہیں باج گزار بنانا تھا۔ اسی غرض و غایت کی خاطر عادل شاہی خاندان کے حکمرانوں نے بالخصوص اس خاندان کے چوتھے بادشاہ علی عادل شاہ اول (دور حکومت ۱۵۵۸ء تا ۱۵۸۰ء) نے کرناٹک کے بہت سارے علاقے فتح کر لیے تھے اور اس کی حکومت بڑھتے بڑھتے جنوب میں دریائے کاویری کے نیچے اور مشرق میں ساحل کارومندل تک پہنچ گئی۔ مگر ان حکمرانوں کے اعلان خود مختاری اور آزادی کے بعد بالآخر ۱۶۸۶ء-۱۰۹۸ھ میں شہنشاہ اورنگ زیب نے عادل شاہی حکومت کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا۔ اسی طرح سلطنت وجیانگر کے خاتمے کے بعد قطب شاہی سلطنت کو دکن میں پھلنے پھولنے کا زرین موقع ہاتھ آیا۔ چنانچہ اس کے نوجوان حکمران عبداللہ قطب شاہ (دور حکومت ۱۶۲۶ء م ۱۰۳۶ھ تا ۱۶۷۲ء م ۱۰۸۳ھ) نے اپنے جری و ذکی ایرانی نژاد سپہ سالار میر محمد سعید میر جملہ کو جنوب کے مشرقی علاقے پائیں گھاٹ کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ ۱۰۵۰ھ میں بنام قاضی محمد رضا تحریر کردہ پروانہ اس پر شاہد ہے۔ میر جملہ نے شروع ہی سے اس قدر احتیاط برتی کہ کہیں عادل شاہی افواج سے ٹکراؤ کی کیفیت پیدا نہ ہو جائے۔ اس نے ۱۶۲۵ء م ۱۰۵۵ھ میں اودے گری کو فتح کیا، بعد ازاں چٹوئل کو جو مٹلی راجاؤں کے زیر تسلط تھا، بے آسانی اپنے ماتحت کر لیا۔ اسی دوران دھور، چنور، بدویل، پور و ماملا اور کملا پور وغیرہ علاقے اس کے قبضے میں آ گئے۔ چونکہ قلعہ گنڈی کوٹ انتہائی بلند اور بے حد محفوظ قلعہ تھا، جہاں ”پماسانی چناتمیانائیڈو“ کی حکمرانی تھی، لہذا اس قلعے کو فتح کرنے میں میر جملہ کو پورے سات سال لگ گئے۔ اس طرح اس نے ۲۳ ذی الحجہ ۱۰۶۲ھ مطابق اواخر ماہ اکتوبر ۱۶۵۲ء کو بڑی ہی جرأت اور فراست کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بلند و بالا قلعہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا لہرایا۔ میر جملہ نے گنڈی کوٹ کے پرانے قلعے کو مسمار کر کے اس کی جگہ پختہ و مضبوط قلعہ تعمیر کروایا اور سدھوٹ کی فتح کے بعد ”سدھیشور“ کی چہار دیواری کو قلعے کا روپ دے کر اس میں برج اور محراب بنوائے۔ مگر افسوس کہ بعض ایسے حالات پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے میر جملہ محمد سعید اپنے آقا سلطان عبداللہ قطب شاہ سے

بدن و ناراض ہو کر اورنگ زیب عالم گیر کی وساطت سے ۱۰۶۶ھ مطابق ۱۶۵۶ء میں شاہ جہاں کی نگرانی و ظل عافیت میں پہنچ گیا۔ بعد ازاں ۱۰۷۴ھ مطابق ۱۶۶۳ء کے دوران صوبہ بہار میں اس کا انتقال ہو گیا۔

میر جملہ کے دلی منتقل ہو جانے کے بعد گولکنڈہ کے حکمران عبداللہ قطب شاہ نے اس کی جگہ پُر کرنے اور دکن میں فتوحات کا سلسلہ جاری رکھنے کے لیے ایک اور نامور لائق اور قابل اعتماد جرنیل میر سعید حسین عرف نیک نام خان کا تقرر کر دیا جو اسم بسمی بہت ہی نیک اور سخی و فیاض واقع ہوا تھا۔ چنانچہ جملہ نگ تعلقہ پالور گاؤں میں اس نے ایک کنواں کھدوایا تھا جس کا کتبہ ۱۰۷۶ھ مطابق ۱۶۶۵ء کی نشاندہی کرتا ہے۔ نیک نام خان بہت رحم دل رعایا پرور اور دین دار و روادار حکمران تھا۔ کملاپورم تعلقہ پدچلی کے مندر کے ستون پر جو حکم نامہ درج ہے اس میں ”سعادت پناہ“ عزت دست گاہ“ میر سعید حسین سروالا“ کندہ ہے۔ اس حکم نامہ کا سال شالی واہنا شکم ۱۵۸۴ ہے جو ۱۰۷۲ھ مطابق ۱۶۶۱ء کے مساوی ہے۔ اسی طرح چلا پلی گاؤں میں ایشور مندر کے ستون پر موجود سنگین کتبہ ۱۶۶۲ء کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ نکتہ ذہن میں رہے کہ مذکورہ کتبوں میں نواب میر سعید حسین عرف نیک نام خان کے نام کی صراحت مذکورہ نواب کے وسیع النظر اور رعایا پرور ہونے کا بین ثبوت ہے۔ علاوہ ازیں اسی نیک نام خان نے ۱۶۷۶ء میں تیپٹا میں ایک تالاب بنوا کر وہاں کے ریڈی کرنم کے نام پر ہبہ کر دیا تھا۔ اور اسی طرح شہر کڈپہ کے چوک میں واقع عالی شان جامعہ مسجد جس کی تعمیر کا بیڑا حضرت درویش محمد عطار نے اٹھایا تھا اور تمام تاجروں نے آپ کی مدد کی تھی اس مسجد کی دیکھ ریکھ کے لیے نواب نیک نام خان نے جاگیر عطا کی تھی۔ اور اس کی سند مسجد کے ذمہ دار جناب عبدالنبی صاحب کے پاس تقریباً دو سو سال پہلے دیکھی گئی تھی۔

گولکنڈہ کے حکمران عبداللہ قطب شاہ نے اپنے انتقال ۱۰۸۲ھ مطابق ۱۶۷۲ء سے تقریباً بارہ سال پہلے یعنی ۱۶۶۰ء میں ۱۰۷۴ھ میں نیک نام خان کو کرناٹک کا حاکم بنا کر روانہ کیا تھا

جس کا ذکر کڈپہ ڈسٹرکٹ گیزٹ میں ۱۶۶۹ھ میں مرقوم ہے، اور ابھی گزر چکا ہے کہ کملاپورم تعلقہ پدچلی قبضہ کے ایشور مندر میں ۱۵۸۴ شالی یعنی ۱۰۷۲ھ مطابق ۱۶۶۱ء میں نواب کے نام کی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ اس سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ نیک نام خان نے ترونگا ناتھ سوامی مندر کے جنوب میں نہر داؤدی (بگاؤنکا) کے مشرق میں جو شہر (نیک نام آباد) اپنے نام سے بسایا تھا اس کی سند غالباً ۱۰۷۲ھ مطابق ۱۶۶۱ء ہے۔ اس نواب کے نام سے کڈپہ سے قریب بھاکراپیٹ کے پاس ”نیک نام پور“ اور گنڈی کوٹہ کے پہلو میں بننے والی ندی پنار کے جنوب میں ”نیک نام پیٹ“ آج بھی آباد ہے اور اس نیک انسان کی یاد تازہ کرنے کے لیے آئینہ بنے ہوئے ہیں۔ نیک نام خان کی وفات عبداللہ قطب شاہ کے انتقال سے ۲۳ دن قبل یعنی محرم ۱۰۸۳ھ میں ہوئی۔ اور اس کی قبر گنبدان قطب شاہی میں ابراہیم قلی کے مزار کے پاس موجود ہے۔

اورنگ زیب عالم گیر نے ۱۰۹۸ھ مطابق ۱۶۸۷ء میں قلعہ گولکنڈہ پر مکمل قبضہ حاصل کرنے کے بعد جنوب کے دیگر چھوٹے بڑے قلعوں پر کامل دسترس کی خاطر اپنے ایک عظیم اور شجاع جرنیل نواب ذوالفقار علی خان نصرت جنگ کو دکن کی طرف روانہ کیا تھا۔ نواب نصرت جنگ نے دکن کے متعدد مقامات پر فتح و نصرت کے علم لہراتے ہوئے گنڈی کوٹہ پر فوج کشی کی اور اس کو بھی فتح کر کے عظیم مغلیہ سلطنت کا حصہ بنا دیا۔ میکنزی ریکارڈس نمبر ۱۴۰ (Mackenzie Records-140) کا بیان ہے کہ نواب ذوالفقار علی خان نے سنہ جلوس ۳۶ یعنی ۱۱۰۳ھ مطابق ۱۶۹۱ء تا سنہ جلوس ۴۳ یعنی ۱۱۱۰ھ مطابق ۱۶۹۸ء کے دوران گنڈی کوٹہ کو اپنا مستقر بنایا تھا۔ انہیں دنوں میں مذکورہ نواب کے حکم سے قاضی محمد رضا نے ۱۱۰۳ھ مطابق ۱۶۹۱ء میں نہر داؤدی کے کنارے موجود قلعے کی پشت پر ایک بڑی سی مسجد تعمیر کروائی تھی جس کے محراب میں آج بھی سنگین کتبہ نصب ہے۔ اسی طرح کملاپور کے ایک پروانے میں ذوالفقار علی خان بہادر نصرت جنگ کی مہر کے ساتھ ۱۱۰۹ھ مطابق ۱۶۹۶ء کا سال

مردوم ہے جس کی تفصیل Cuddapah Inscriptions کے حصہ فارسی میں تحریر کی گئی ہے۔ نواب نصرت جنگ نے ۱۱۱۰ھ مطابق جنوری ۱۶۹۸ء میں اپنے نائب داؤد خان پٹی کے ساتھ چچی کے عظیم الشان قلعے کو مسخر کر لیا تھا، مگر نصرت جنگ کو وہاں سے مرکز بلا لیا گیا۔ افسوس کہ دکن سے جانے کے بعد اس بہادر جرنیل کو ۱۱۲۴ھ مطابق ۱۷۱۳ء میں قتل کر دیا گیا۔

نواب ذوالفقار علی خان کے بعد عالم گیر اورنگ زیب کی طرف سے داؤد خان پٹی ابن خضر خان پٹی ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۰۳ء میں کرناٹک کا گورنر مقرر ہوا۔ چونکہ وہ نواب ذوالفقار علی خان کا نائب رہ چکا تھا اس لیے اس کو کافی انتظامی تجربہ بھی حاصل ہو چکا تھا بلکہ اپنی نیابت کے دور میں بھی اس نے اپنے نام سے اسناد جاری کیے تھے۔ چنانچہ شیخ محی الدین خطیب جامعہ مسجد کڈپہ کو دی گئی سند میں داؤد خان ہی کا نام ہے اور اس کے اجراء کا سن ۱۱۱۰ھ ہے۔ کڈپہ کی نہر جو ”بگا ونکا“ کے نام سے آج معروف ہے وہ اسی داؤد خان پٹی کے نام سے موسوم ہو کر ”نہر داؤدی“ کہلاتی تھی۔ داؤد خان نے تقریباً ۸ سال حکومت کی اور وہ بادشاہ فرخ سیر کی سازش کا شکار ہو کر بہ مقابلہ حسین علی خان صوبہ دار دکن بمقام برہان پور ۸ رمضان ۱۱۲۷ھ مطابق ۶ ستمبر ۱۷۱۵ء کو مارا گیا۔

داؤد خان پٹی کے دور حکومت میں ایک دلیر، معاملہ فہم، دور اندیش، افغان سردار عبدالنبی خان عرف بہادر خان جو ”میانہ“ قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا، دکن کے سیاسی منظر نامے پر ابھرا۔ وہ مغلیہ فوج کا افسر تھا۔ اس میانہ نواب کے آباء واجداد اپنے عہد کے امراء وزراء اور جاگیردار کہلاتے تھے۔ چنانچہ عبدالنبی خان کے نسب نامے میں پانچویں واسطے کے جد اعلیٰ ملک سالار شہنشاہ ہمایون کے وزیر تھے۔ عبدالنبی خان کے حقیقی جد بہلول خان میانہ شہنشاہ جہانگیر کے امراء میں شامل تھے۔ عبدالنبی خان کے والد بزرگوار عبدالرحیم خان میانہ سلطنت بیجاپور کے والی احمد شاہ کے مصاحب تھے اور عبدالنبی خان کے حقیقی بھائی عبدالکریم خان میانہ کی شادی بیجاپور کے بادشاہ احمد شاہ کی دختر سے ہوئی تھی۔ اس طرح نبی خان کے آباء واجداد

”ایں خانہ ہمہ آفتاب است“ کے مصداق بیس پشتوں سے عہدے اور منصب سے سرفراز کیے جاتے رہے ہیں۔ داؤد خان پٹی کی صوبہ داری کے زمانے میں اورنگ زیب نے عبدالنبی خان میانہ کو کرشناگری بارہ محل اور چدم برم کی جاگیر عطا کی تھی۔

نبی خان کا نسب نامہ مختصراً حسب ذیل ہے:

نواب عبدالنبی خان میانہ ابن عبد الرحیم خان میانہ ابن بہلول خان میانہ ابن عبدالرزاق میانہ ابن ملک مہر میانہ ابن ملک سالار میانہ..... الخ۔

عبدالنبی خان کے آباء کے نام اس دور کے دواہم شعراء، نواب عبدالنبی خان کے درباری شاعر سید محمد ابن رضا اور نواب عبدالحمید خان میانہ ولد نواب عبدالنبی خان میانہ کے درباری شاعر محمد حیدر ابن جعفر کی تصنیفات ”ترجمہ قصیدہ بردہ“ اور ”مثنوی اضافہ پھول بن“ میں پائے جاتے ہیں۔ مذکورہ شعراء کی دونوں کتابیں انڈیا آفس، لندن کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔

عالم گیر اورنگ زیب کی وفات ۱۱۱۸ھ مطابق ۱۷۰۷ء کے بعد دلی کی مرکزی حیثیت شدید انتشار و اختلاف کا شکار ہو گئی تو جنوب کے تین اہم صوبے حیدر آباد، سرا اور آرکاٹ نے عملاً اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ داؤد خان پٹی نے اپنے دور حکومت میں آرکاٹ کی صوبہ داری کے لیے نواب سعادت اللہ خان (دور حکومت ۱۱۲۲ھ مطابق ۱۷۱۰ء تا ۱۱۴۵ھ مطابق ۱۷۳۳ء) کو مقرر کیا تھا۔ نواب سعادت اللہ خان نے بالا گھاٹ اور پائیں گھاٹ کی بہت ساری ریاستوں میں اپنے عامل مقرر کر دیے۔ چنانچہ سدھوٹ، گنڈی کوٹ وغیرہ میں بھی نواب مذکورہ کے قلعہ دار حکمران ہو گئے۔ سدھوٹ کے قلعہ دار کیری سنگھ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا راجا فتح سنگھ قلعہ دار مقرر ہوا۔ نواب عبدالنبی خان نے جو پہلے صرف خان بہادر یا بہادر خان کے لقب سے ملقب تھا، اپنا مقام ”نیک نام آباد“ کو بنایا، بعد ازاں اس نے نیک نام آباد کا نام بدل کر کڈپہ رکھ دیا۔ اس کے دور میں کڈپہ بے حد ترقی کر گیا۔

جگہ جگہ باغات لگائے گئے، حوض بنائے گئے اور مسجدوں، مندروں کی تعمیر کی گئی، چنانچہ کڈپہ کی مشہور مسجد بہادر خان، اسی کے نام سے موسوم ہے۔ اس نے ۱۱۱۴ھ میں کڈپہ کے ویکٹیشورادیو سوامی مندر کو روزانہ ایک سونے کا قلم یعنی سکہ دینے کا حکم جاری کیا تھا۔ نواب عبدالنبی خان نے چنور کی بجائے کڈپہ کو اپنا دارالحکومت بنایا تو اس نے کڈپہ میں ایک مضبوط قلعہ کی تعمیر کی اور وہ اسی میں سکونت پذیر ہو گیا۔ اب اس کو اپنی عمل داری کو وسعت دینے کی فکر لاحق ہوئی تو اس نے سب سے پہلے گنڈی کوٹہ پر حملہ کیا اور اس کو ۱۱۱۹ھ میں فتح کر کے اپنے بڑے فرزند عبدالقادر خان میانہ عرف عبدالعبد و میاں کی تحویل میں دے دیا۔ چنانچہ گیارہ شوال ۱۱۲۲ھ مطابق ۱۷۱۰ء کو اس نے گنڈی کوٹہ سرکار کی جانب سے اپنے فرمان اور مہر کے ساتھ قصبہ پروڈٹور کے حضرت محمد مسعود صاحب کی خدمت میں دس بیگہ زمین بطور انعام نذر کی جس کا دستاویزی ثبوت میکنزے ریکارڈ میں موجود ہے۔

عبدالنبی خان چونکہ ایک بہادر اور دور اندیش حکمران تھا، اس نے اپنی ذکاوت کا ثبوت دیتے ہوئے بڑی ہی حکمت عملی سے فتح سنگھ قلعہ دار سدھوٹ کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے ۱۶۳۹ء شالی واہنا شکم یعنی ۱۱۲۹ھ مطابق ۱۷۱۶ء میں قلعے پر مکمل قبضہ کیا اور اپنے فرزند عبدالحمید خان میانہ کو سدھوٹ کی جاگیر عطا کر دی۔ پھر نبی خان نے کڈپہ کو صوبہ کا درجہ دیتے ہوئے، سدھوٹ، چنور، کملا پور، دھور، نوسم، کونل کنٹلا، جھلا مڈو، گوچندہ، کنڈہ، ویم پلی، کدری، راجپوٹی، گرم کنڈہ، بدویل، ممہم، گدور، دوپاڈو وغیرہ تعلقہ جات، صوبہ کڈپہ کے تحت متعین کر دیے۔

نواب عبدالنبی خان بڑی بالغ نظری سے کام لیتے ہوئے دہلی کے مرکزی بادشاہوں کے نام برائے نام ہی سہی، اپنے نام کے ساتھ اسناد و فرامین میں اس وقت تک استعمال کرتا رہا جب تک کہ مرکزی حکومت کی مکمل شکست و ریخت نہیں ہوگئی۔ جیسا کہ کڈپہ کی عید گاہ کے سنگین کتبے میں عالم گیر بادشاہ کے پر پوتے فرخ سیر بادشاہ کا نام تاریخی اشعار کی تمہید میں درج ہے۔ یہ کتبہ ۱۱۳۰ھ مطابق ۱۶۱۶ء میں تحریر ہوا ہے اور اس میں عبدالنبی خان کے باپ اور دادا کی

تعریف بھی کی گئی ہے۔ عبدالنبی خان نے ۱۱۵۳ھ مطابق ۱۷۲۲ء میں آثار محل بھی بنوایا جس کے کتبے آج بھی مسجد بہادر خان کے بیرونی دروازے کی دونوں جانب دیوار میں نصب ہیں۔ ۱۱۵۲ھ مطابق ۱۷۳۹ء میں جمل ٹنگ پرگنہ، او بنایٹ قصبے کے باشندے رگھوناتھ آچاری کے نام انعام جاری کیا گیا تھا، جس میں صرف ”خان بہادر عبدالنبی خان“ مرقوم ہے۔ اسی طرح ایک اور سند جس میں ۲۵ ماہ رجب ۱۱۵۸ھ مطابق ۱۷۴۵ء کی تاریخ رقم کی گئی ہے اس کی پیشانی پر عبدالنبی خان میانہ کی مہر ثبت کی گئی ہے۔

بہر حال ان تمام تاریخی اور دستاویزی شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ نواب عبدالنبی خان کا دور حکومت ۱۱۱۴ھ مطابق ۱۷۰۲ء تا ۱۱۵۸ھ مطابق ۱۷۴۵ء پر محیط ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ وہ شروع میں خود مختار نہیں تھا، مگر آخر آخر اپنی مکمل خود مختاری کا عملاً ثبوت فراہم کر دیا تھا۔ لہذا مذکورہ شواہد کی روشنی میں یہ بات قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی کہ عبدالنبی خان میانہ نامی حکمران دو یا تین گزرے ہیں، جیسا کہ جے۔ ڈی۔ بی گریبل (J.D.B. Gribble) سب کلکٹر، کڈپہ ۱۸۶۱ء اور بریکن برے (C.F. Bracken Bury 1915) نے اپنی تالیفات میں لکھا ہے۔

نواب عبدالنبی خان میانہ نے اپنے دور حکومت میں نہ صرف مقامی پالے گاروں کو اپنی حکمت عملی اور جرأت مندی سے قابو میں رکھا بلکہ اپنی حکومت کے حدود اربعہ کو دور دراز علاقوں تک وسیع کر دیا۔ چنانچہ اس کی حکومت کا رقبہ گئی، انت پور، ممہم، گرم کنڈہ، سلیم منار کوڑی، چدم برم تک پھیلا ہوا تھا۔ اس نے انتہائی جنوبی علاقوں کے انتظام و انصرام کے لیے اپنی طرف سے لال خان لودھی نامی گورنر مقرر کر دیا تھا۔ لال خان لودھی نے ان علاقوں میں بڑی خوبی کے ساتھ حکومت کی۔ آج بھی شہر چدم برم کی لال خان گلی اور منار کوڑی میں نواب عبدالنبی خان میانہ کی مسجد (نواب مسجد) کے نام سے مشہور ہیں اور لال خان کے نام سے چدم برم کے قریب تقریباً ۱۲ میل کے فاصلے پر شہر ”لال پیٹ“ آج بھی شاد آباد ہے۔

نواب عبدالنبی خان نے سرا کے جاگیردار دلاور خان کی لڑکی سے شادی کی۔ اس سے ایک لڑکی اور سات لڑکے ہوئے۔ لڑکی صابونی کا نکاح حضرت گیسو دراز کے سلسلے کے ایک بزرگ حضرت سید محمد حسینی (۱۰۹۹ھ- تا- ۱۱۵۷ھ) سے ہوا۔ شوہر بیوی دونوں کے مزارات شہر کڈپہ کے ”چاند پھرا گنبد“ میں موجود ہیں اور گنبد کی تعمیر کا سال ۱۱۵۹ھ گنبد کے محراب پر کندہ ہے۔ اس درگاہ کی مناسبت سے حال حال تک اس گلی کا نام درگاہ گلی تھا۔

نواب عبدالنبی خان کے سات لڑکوں کے نام اور ان کی جاگیروں کی تفصیل؛

میکنز رے ریکارڈس صفحہ ۱۴۰ کے بموجب حسب ذیل ہے:

۱۔ عبدالحمد خان عرف گڈی نواب (نابینا نواب) کو کڈپہ کی جاگیر دی گئی۔

۲۔ عبدالقادر خان عرف عبدومیاں کو گڈی کوٹہ کی جاگیر عطا کی گئی۔

۳۔ عبدالفتح خان عرف فتح میاں، نواب صاحب کے پاس دیوان کی حیثیت سے کڈپہ ہی میں مقیم تھا۔ بقول مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۷۷۲ء کو اورنگ آباد کے قریب ۸۰ میل کے فاصلے پر واقع فتح گڑھ کی جنگ میں نظام الملک کے مقابلے میں مبارز خان کا حلیف بن کر مارا گیا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے ”دکن کی سیاسی تاریخ“)

۴۔ عبدالحمد خان میانہ عرف حمومیاں کو سدھوٹ کی جاگیر دی گئی (متوفی ۱۱۵۹ھ)

۵۔ عبدالحسین خان میانہ عرف حسین میاں کو رائے چوٹی کی جاگیر بخشی گئی۔

۶۔ عبدالحسن خان عرف موچا میاں، کڈپہ ہی میں مقیم تھا۔ کڈپہ کا ”موچم پیٹ محلہ“ اسی کا نام سے منسوب اور مشہور ہے۔

۷۔ عبدالسلام خان عرف چھمو میاں، انہیں کلا پور تعلقہ اور کدیری کی جاگیر دی گئی۔ اس کے نام سے منسوب علاقہ ”چھمو میاں پیٹ“ آج بھی کڈپہ کا معروف علاقہ ہے۔

نواب عبدالنبی خان میانہ کی وفات کے بعد عبدالحمد خان کو ارکان دولت نے باپ کے مقام پر لا بٹھا دیا۔ حالانکہ وہ نابینا تھا، بہت ہی ذی فہم اور صاحب بصیرت واقع ہوا تھا۔

| علاقہ کڈپہ کے نابینا تاریخی کتبے | 19 |

اس نے اپنے دور حکومت میں نواب گولکنڈہ آصف جاہ اول (۱۱۳۵ھ- تا- ۱۱۶۱ھ) کی ماتحتی قبول کر لی اور باج گزار بھی بن گیا۔ اسی لیے اس کو بڑی حکومتوں کے حملے کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔ مگر مہاراشٹر کے فتح سنگھ رگھو جی کی فوج نے ٹڈی دل کے مانند کڈپہ پر حملہ آور ہو کر یہاں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور خوب خوب لوٹ مار کی۔ جس کی وجہ سے حکومت اور عوام کو بے حد نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

عبدالحمد خان عرف گڈی نواب کے بعد امرائے سلطنت، یہی خواہاں حکومت نے اس کے بھائی عبدالحمد خان میانہ کو مسند سلطنت پر متمکن کیا۔ اس نے نواب آصف جاہ کا بہت ساتھ دیا۔ اس کے ساتھ رزم و بزم میں ایک عرصے تک برابر شرکت کی اور پھر اس کی اجازت سے اپنے مستقر سدھوٹ کو آکر وہیں ۱۱۵۹ھ یا ۱۱۶۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

عبدالحمد کے بعد اس کا بھائی عبدالحسن خان میانہ عرف موچا میاں نواب رہا۔ اس نے کرنول کے نواب ہمت بہادر خان ابن الف خان کے ساتھ مل کر والی گولکنڈہ ناصر جنگ کی شہادت (۱۷ محرم ۱۱۶۲ھ م ۱۴ دسمبر ۱۷۵۰ء) میں حصہ لیا۔ ادھر سلطنت کا کاروبار اس کی بے اعتنائیوں کی وجہ سے درہم برہم ہو گیا تھا۔ بالآخر بدول امرائے نے اس کو معزول کر کے قید کر دیا اور عبدالحمد خان کے لائق و فائق نوجوان فرزند عبدالمجید خان میانہ کو مسند حکومت سونپ دی۔ عبدالمجید خان بے حد عزم و ہمت کا مالک تھا اس نے سلطنت کے معاملات بحسن و خوبی نبھائے، مگر سوء اتفاق بلونت رائے اور گوپال رائے کی فوج نے سدھوٹ پر حملہ کر دیا۔ اس کثیر فوج کے مقابلے میں نواب عبدالمجید خان میانہ نے داد شجاعت دیتے ہوئے ۱۱۶۹ھ میں جام شہادت نوش کیا۔ اس کی بنائی ہوئی مسجد کا کتبہ ۱۱۶۲ھ مطابق ۱۷۵۰ء کا پتہ دیتا ہے جو میکنز رے ریکارڈس کے ص ۶۰ پر تفصیلاً درج ہے۔

عبدالمجید کی شہادت کے بعد پھر دوبارہ عبدالحسن خان عرف موچا میاں برسر اقتدار آیا۔ عبدالحسن خان کے جاری کردہ دوا سناد میکنزی کلکشن حصہ پنجم کے مطابق ۱۱۵۶ھ مطابق

| علاقہ کڈپہ کے نابینا تاریخی کتبے | 20 |

۱۵ء اور ۱۷ء مطابق ۱۷۲۲ء میں جاری کیے گئے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس وقت تک برسرِ اقتدار اور باحیات تھا۔

عبدالحسن خان عرف موچا میاں کے بعد عبدالمجید خان شہید کا لڑکا عبدالحلیم خان میانہ مسند آرائے سلطنت ہوا۔ اس کے دور میں سدھوٹ بے حد تیزی کے ساتھ ترقی کے منازل طے کرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ سدھوٹ پر میسور کے نواب حیدر علی نے ۱۱۹۱ھ مطابق ۱۷۷۷ء میں حملہ کر دیا مگر حسن اتفاق آپس میں صلح ہو گئی اور عبدالحلیم خان نے اپنی بہن بخشی بیگم کا نکاح نواب حیدر علی سے کر دیا۔ بخشی بیگم بے حد حسین و جمیل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی ہی خدا ترس اور پابندِ صوم و صلوٰۃ تھی۔ بخشی بیگم کا مزار ویلور کے قبرستان شاہی کے گنبد میں ہے۔

نواب حیدر علی کی وفات ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۷۸۲ء کے بعد کڈپہ کا علاقہ حضرت ٹیپو سلطان کے زیرِ اقتدار آیا۔ پھر ٹیپو سلطان کی شہادت ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۹۹ء کے بعد یہ پورا علاقہ حیدر آباد کے نظام سرکار کی تحویل میں چلا گیا۔ بعد ازاں ایک معاہدے کی رو سے ۱۲۱۵ھ مطابق ۱۸۰۰ء میں کڈپہ انگریزوں کی عمل داری میں آ گیا۔

مآخذ:

- ۱ Mackenzie Collections
- ۲ A.P. District Gazetteers, Cuddapah Gazette
- ۳ Mackenzie Records: Persian Manuscripts
- ۴ Southern Inscriptions Vol.I
- ۵ نشان حیدری
- ۶ مقدمہ تاریخ دکن: عبدالمجید صدیقی

- ۷ تاریخ دکن: عبدالغفور رام پوری
- ۸ تزک والا جاہی: برہان الدین خان
- ۹ کڈپہ سلاسا سنا لو (تلگو)
- ۱۰ دکن کی سیاسی تاریخ: ابوالاعلیٰ مودودی
- ۱۱ تاریخ دلیر جنگی: منشی محمد عظیم الدین

کتبہ مسجد درویش محمد قادریؒ سدھوٹ: (۱۰۵۳ھ)

چو درویش محمد ہادی دین بنا کردہ برائے طاعت رب

تائل سال تارخش نمودم ندا آمد کہ شد مسجد مرتب

(۵) ۱۰۵۳ھ

ترجمہ و تشریح:

(۱) جب دین کے رہبر درویش محمد نے رب تعالیٰ کی اطاعت کے لیے مسجد بنائی،

(۲) تو میں نے اس کے سال بناء کی فکر کی، ندائے غیبی آئی کہ ”شد مسجد مرتب“

یعنی مسجد بن کر تیار ہو گئی۔ ”شد مسجد مرتب“ سے شاعر نے تکمیل مسجد کی تاریخ اخذ کی ہے جس سے ایک ہزار تریپن (۱۰۵۳) کے اعداد نکالے ہیں۔

پس منظر:

حضرت سید شاہ درویش محمد ابن حضرت سید شاہ محمد مشتاق خیر آبادی دکن کے مشہور بزرگ تھے۔ انہوں نے سلطان عبداللہ قطب شاہ (عہد حکومت ۱۰۳۶ھ تا ۱۰۸۳ھ) کے دور میں جب کہ کڈپہ کے اولین دارالخلافہ سدھوٹ پر اس کے سپہ سالار میر جملہ (متوفی ۱۰۷۴ھ) کا اقتدار تھا، ۱۰۵۳ھ میں یہ مسجد تعمیر کرائی تھی۔ وہاں آپ اشاعت دین کے لیے قیام پذیر تھے، میر جملہ نے آپ کے تکلّف کے لیے روزانہ ایک فلم (سکہ) دینے کا حکم جاری کیا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی والدہ کو روزانہ پاؤ (۱/۴) فلم دیے جانے کا پروانہ کرنا لگے کے نامور حکمران نواب داؤد خان پٹی (متوفی ۱۱۲۷ھ) نے جاری کیا جس کا تذکرہ کرنل کولن میکزی Colinel Colin Mackenzie (متوفی ۱۸۲۱ء) نے اپنے ریکارڈس میں کیا ہے (۶)۔

کتبہ مسجد قلعة کڈپہ: (۱۱۰۳ھ)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين

اللهم ائد الاسلام والمسلمين ببقاء سلطنة ابي الظفر محي الدين اورنگ زیب بهادر

بادشاہ عالم گیر غازی

دعائے جہاں دار عالم پناہ کہ نامش کند محو نام گناہ

ز تیمور صاحب قراں زور گیر نشد مثل او عادل بے نظیر

کمانے کہ از زور بازو کشید صدائے سپاہش بدر ہا رسید

بہ تیغ کہ زد آں شہ شیر زور چہ شورے فتادہ بدریائے شور

نبی نیست او بادشاہ زمن ولے در ولایت ندارد سخن

بنا کرد مسجد شکست ز ہجرت ہزار و صد و سہ گذشت

طلب کردم از عقل تاریخ آں چنین گفت ہاتف گو شم نہاں

کہ ایں خانہ فیض فضل خداے بنا شد بسال محمد رضاے

۱۱۰۳ھ

ترجمہ و تشریح:

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے، صلوة و سلام ہو رسول خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر اور آپ کے جملہ صحابہ کرام پر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کی تائید سلطنت ابو الظفر محی الدین اورنگ زیب عالم گیر غازی کی بقاء کے ذریعہ فرما۔

(۱) یہ شہنشاہ عالم پناہ کی دعا کی برکت ہے کہ اس کا نام گناہ کے تصور کو مٹا دیتا ہے یعنی اس کا نام سن کر ہر گنہگار گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے

(۲) اس شہنشاہ کا نسب تعلق صاحب قرآن و طاقتور تیمور سے ہے، اس جیسا بے نظیر عادل چشم فلک نے نہیں دیکھا ہے

(۳) اس کے زور بازو سے کھینچی گئی کمان کے تیر اس کی فوج کی صدا بن کر دور دراز شہروں تک پہنچتے ہیں اور اپنے اہداف کو پالیتے ہیں

(۴) اس بہادر و شیر زور بادشاہ کی تلوار ایسی ہے جس کی زد میں آنے کی وجہ سے دشمنوں کا لہو دریائے تند و تیز کی طرح بہہ گیا

(۵) وہ شہنشاہ ہرگز نبی نہیں ہے مگر اس کی ولایت میں دورائے نہیں ہے۔ سبھی اس کو ولی تسلیم کرتے ہیں

(۶) اس نے مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا جب کہ ہجرت کا سال ایک ہزار اور ایک سو تین تھا

(۷) میں نے عقل سے اس کی تاریخ طلب کی تو میرے گوش دل میں ہاتف نبی نے کہا

(۸) یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بنایا گیا گھر ہے اور یہ گھر ”محمد رضائے“ سے برآمد شدہ تاریخ میں تعمیر کیا گیا ہے

”محمد رضائے“ کے حروف سے ۱۱۰۳ کے اعداد نکلتے ہیں، اسی سال اس خانہ خدا کی تعمیر مکمل ہوئی۔

پس منظر:

یہ عالی شان مسجد شہر کڈپہ میں واقع قلعہ کی دیوار سے متصل بنائی گئی ہے۔ اس مسجد کو مغل شہنشاہ عالم گیر اورنگ زیب نے اپنے دور اقتدار (۱۰۶۹ھ تا ۱۱۱۸ھ) میں تعمیر کروایا تھا۔ اس وقت پورے دکن بشمول کڈپہ اورنگ زیب کے سپہ سالار نواب ذوالفقار علی خاں نصرت جنگ ابن غازی الدین خاں فیروز جنگ (مقتول ۱۱۲۵ھ مطابق ۱۷۱۳ء) کی حکومت تھی۔

فوجیوں اور شہر نیک نام آباد (کڈپہ) کے مضافات میں آباد مسلمانوں کی سہولت کے لیے اورنگ زیب نے اپنے معتمد خاص قاضی محمد رضا کو حکم جاری کیا تھا کہ نہر کے کنارے ایک خوب صورت اور وسیع و عریض مسجد تعمیر کی جائے۔ حکم کی تعمیل میں قاضی محمد رضا نے مسجد کی تکمیل کے بعد اپنے آقا اورنگ زیب کی شان میں مختصر نظم کہتے ہوئے بنائے مسجد کی تاریخ بہ کمال فن اپنے ہی نام سے برآمد کی۔ یہ کتبہ اندرون مسجد محراب کی دیوار پر کندہ ہے، جس پر ہرے رنگ کی تہہ جمی ہوئی ہے۔

قاضی محمد رضا کا پورا نام میر محمد رضا، لقب قزلباش خاں اور تخلص امید تھا۔ آپ کہنہ مشق شاعر ہونے کے علاوہ ہندی موسیقی کے بھی ماہر تھے۔ آپ کا آبائی وطن ہمدان (ایران) تھا۔ آپ نے وہاں کے مشہور استاذ شاعر طاہر محمد مرزا وحید قزوینی (متوفی ۱۱۰۵ھ) کے آگے زانوائے ادب تہہ کیا تھا۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر کے عہد میں آپ ہندوستان تشریف لائے اور عالم گیر کے ملازم ہو گئے، پھر بہت جلد اپنے اخلاق و کمالات کی بنا پر شاہ کے مصاحبین خاص میں شمار ہونے لگے۔ آپ کا قیام آرکاٹ کے علاوہ کڈپہ میں بھی رہا۔ پھر آپ حیدر آباد میں ایک مدت گزار کر دہلی منتقل ہو گئے۔ وہیں آپ کی وفات ۱۱۵۹ھ مطابق ۱۷۴۶ء میں ہوئی۔ دو سو چھتر (۲۷۵) صفحات پر مشتمل آپ کا فارسی دیوان گورنمنٹ اورینٹل مینسکرپٹ لائبریری مدراس کی زینت ہے (۷)۔ میر تقی میر نے بھی اپنے تذکرے میں امید کی تعریف کی ہے۔

کتبہ مسجد اسحاق اصفہانی، ناگ جھری: قلعہ گنڈی کوٹہ: (۱۱۱۰ھ)

یا قدوس لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اقل العباد محمد اسحاق اصفہانی اولاد سعد بن العباد الانصاری

سنہ ہجری یک ہزار و یک صد و دہ نمودہ کتبہ، محمد امین

(۸)

ترجمہ و تشریح:

یا قدوس - نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں کم ترین بندہ محمد اسحاق اصفہانی جو صحابی رسول حضرت سعد بن العبادہ انصاری کی اولاد سے ہے۔ یہ مسجد، سن ہجری ایک ہزار ایک سو دس میں تعمیر کروائی تحریر کردہ محمد امین

پس منظر:

مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ بن دیم انصاریؓ (متوفی پندرہ ہجری درخوران ملک شام) سردار بنو خزرج تھے آپ نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ آپ کی اولاد میں سے ایک بزرگ حضرت محمد اسحاق اصفہانی نے ۱۱۱۰ھ میں علاقہ کڈپہ کے مضبوط قلعہ گنڈی کوٹہ کے ناگ جھری باغ میں ایک خوب صورت مسجد بنوائی تھی۔ یہ اس دور کا واقعہ ہے جب گنڈی کوٹہ کا قلعہ شہنشاہ اورنگ زیب کے سپہ سالار ذوالفقار علی خاں نصرت جنگ (متوفی ۱۱۲۲ھ) کے زیر اقتدار آ گیا تھا۔ میکیزی ریکارڈس میں قطعہ تاریخ کا مقدمہ یعنی حمد و صلوة درج ہے، مگر بعد کے اشعار نقل نہیں کیے گئے ہیں۔ کتبہ کا یہ حصہ یہاں اس لیے پیش کیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام کو اس بات علم ہو جائے کہ حضرت سعدؓ کی آل و اولاد کی نسبت سرزمین کڈپہ سے بھی رہی ہے۔ اس کتبہ کی عمدہ کتابت، کاتب محمد امین نے کی تھی۔ آج نہ باغ ہے اور نہ مسجد۔ زمانے کی دست برد سے کوئی چیز محفوظ نہیں رہی۔

کتبہ مسجد سید محمد داروغہ بادشاہی، سدھوٹ: (۱۱۱۳ھ)

..... شکر خدا کہ خانہ با حق نظام شد

ترتیب یافت بہر صفائے دل عباد باغی کہ از نمونہ دارالسلام شد

در صحن باغ مسجد عالی بنا نمود سید محمد آنکہ ستودہ بنام شد

افزود از عمارت مسجد صفائے باغ حقا کہ حسن مطلع بیت الحرام شد

تاریخ جستم از خرد دور ہیں، بگفت مسجد بعون ایزد بچوں تمام شد

۱۱۱۳ھ

(۹)

ترجمہ و تشریح:

(۱) (اس شعر کا پہلا مصرعہ پڑھا نہیں گیا)

خدا کا شکر ہے کہ حق کے گھر کا انتظام ہو گیا ہے

(۲) بندوں کے دل کی صفائی اور ان کی دل جوئی کے لیے ایسا دل کش و حسین باغ لگایا گیا ہے جو جنت کا نمونہ ہے

(۳) اس باغ کے صحن میں بلند و بالا مسجد کی تعمیر حضرت سید محمد نے کی ہے

(۴) اس مسجد کی وجہ سے اس حسین و جمیل باغ کی خوب صورتی میں چار چاند لگ گئے ہیں، اب یہ مسجد یقیناً بیت الحرام کا حسن مطلع بن گئی اور اس کے مماثل ہو گئی ہے

(۵) میں نے عقل سلیم و دور اندیش سے بنائے مسجد کی تاریخ دریافت کی تو اس نے کہا

”مسجد بعون ایزد بچوں تمام شد“ یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسجد مکمل ہو گئی ہے

شاعر نے قطعہ تاریخ کے آخری مصرعے سے سال ۱۱۱۳ھ کا استخراج بڑی عمدگی سے کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماضی کے حکمران تفریح کے لیے باغ بناتے اور اسے سجاتے بھی تھے تو ساتھ ہی عبادت کے لیے خوب صورت مسجد بھی تعمیر کرتے تھے۔

پس منظر:

یہ مسجد بادشاہی داروغہ جناب سید محمد نے بنوائی تھی اور یہ سدھوٹ کے قلعے کے مشرقی دروازے کے روبرو واقع ہے (۱۰)۔ اس مسجد کی تعمیر کے دور میں سدھوٹ، نواب ذوالفقار علی خاں نصرت جنگ کے زیر اقتدار تھا۔ اس دور میں سدھوٹ باغوں، حوضوں اور فواروں سے آراستہ خوبصورت شہر تھا، جہاں ہر محلے میں مسجدیں مصلیوں سے آباد رہتی تھیں۔ گہما گہمی، تازگی اور تابندگی سے محلے پُر رہتے تھے۔

کتبہ شاہی عید گاہ، کڈپہ: (۱۱۳۰ھ)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله العلي العظيم والصلوة والسلام على النبي الرحيم

وعلى آله وصحبه الكريم

اللهم ائد الاسلام والمسلمين ببهاء سلطنة ابي الظفر معين الدين

بن محمد عالم گیر ثانی شاہ فرخ سیر بادشاہ غازی

بدور جہاں دار عالم پناہ شہنشاہ فرخ سیر بادشاہ
بنا ساخت عید گاہ بلند امیر سکندر سیر ارجمند
مہر نواب بہلول خاں چو بدرنیر است اندر جہاں
کریم است ابن کریم الکریم دُر بحر نواب عبد الرحیم
سر نام داران عالی جناب کہ عبد النبی خاں است اورا خطاب
چو تعمیر مسجد سر انجام داد بتاریخ آں ہاتف الہام داد
سن یک ہزار و صد و سی، تمام زجر محمد علیہ السلام

(۱۱۳۰ھ)

ترجمہ و تشریح:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے سزاوار ہیں جو سب سے اعلیٰ اور سب سے عظیم ہے۔
دور دو سلام ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو بہت زیادہ رحم و کرم فرمانے والے ہیں۔
اے اللہ! شہنشاہ ابو الظفر معين الدين فرخ سیر غازی بن محمد عالم گیر بادشاہ ثانی کی
سلطنت کی بنیادوں کو مضبوط فرما کر اسلام اور مسلمانوں کی تائید فرما۔
(۱) شہنشاہ عالم پناہ فرخ سیر بادشاہ کے دور حکومت میں

(۲) سکند صفات نیک بخت امیر و حاکم نے اس بلند و بالا عید گاہ کی تعمیر فرمائی

(۳) وہ نواب بہلول خاں میانہ کے آفتاب سے روشن شدہ مہتاب ہے، جس کی ضیاء درمیر کی طرح سارے جہاں کی تاریکیوں کو کافور کیے ہوئے ہے۔

(۴) وہ خود شریف ہے اور شریف الشرفاء کا صاحب زادہ ہے، یعنی نواب عبدالرحیم میانہ کے بحر سخاوت کا آبدار موتی

(۵) وہ عالی تبار سرداروں کا سردار ہے، اس کا نام و خطاب عبدالنبی خاں میانہ ہے

(۶) جب عید گاہ کی تعمیر پایہ تکمیل کو پہنچی تو ہاتھ غیبی نے اس کی تاریخ کو مجھ پر الہام کیا

(۷) وہ سن تاریخ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے شمار ہونے والا سال ایک ہزار ایک سو تیس (۱۱۳۰ھ) ہے

پس منظر:

مذکورہ بالا عید گاہ کا بانی، نواب عبدالنبی خاں میانہ، سرکار سدھوٹ علاقہ کڈپہ کا بااختیار و بااخلاق اور بہادر حاکم تھا۔ اس نے اس علاقے پر چونتالیس سال (۱۱۱۴ھ مطابق ۱۷۰۲ء تا ۱۱۵۸ھ مطابق ۱۷۴۵ء) عدل و انصاف اور رواداری و معاملہ فہمی کے ساتھ حکومت کی۔ عید گاہ کی عالی شان دیوار پر منقش اس سنگین کتبے میں عبدالنبی خاں کے والد و جد امجد کا نام بھی مرقوم ہے۔ نبی خاں میانہ کے جد بہلول خاں میانہ، مغل حکمران شہنشاہ جہاں گیر (متوفی ۱۰۳۷ھ مطابق ۱۶۲۷ء) کے امراء میں شامل تھے۔ نبی خاں میانہ کے والد عبدالرحیم خاں میانہ، عادل شاہی سلاطین کے معزز و محترم مصاحبین میں شمار کیے جاتے تھے (۱۱)۔ ۱۰۹۸ھ مطابق ۱۶۸۶ء میں شہنشاہ اورنگ زیب کے ہاتھوں عادل شاہی حکومت کے خاتمے کے بعد عبدالنبی خاں میانہ نے مغل فوج میں شمولیت اختیار کر لی اور بہت قلیل مدت میں سپہ سالاری کے منصب پر فائز ہو کر سدھوٹ سرکار کا قلعہ دار مقرر ہوا۔ اسی دور میں سدھوٹ کی بجائے قطب شاہی سپہ سالار نیک نام خاں (متوفی ۱۰۸۳ھ) کے آباد کردہ جدید شہر ”نیک نام آباد“ کو اپنا مستقر بنایا، اور اس شہر کا

نام بھی تبدیل کیا۔ چونکہ یہ نیا شہر نیک نام آباد قدیم شہر کڈپہ کے قریب آباد ہوا تھا اس لیے اسے بھی ”کڈپہ“ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ نواب عبدالنبی خاں میانہ کے عہد حکومت میں عالم گیر اورنگ زیب کی وفات کے بعد دہلی کی مرکزی حکومت میں انتشار و افتراق پیدا ہو گیا، قتل و فساد کا بازار گرم ہونے لگا اور طوائف الملو کی اپنے عروج پر تھیں۔ اس صورت حال میں بھی عبدالنبی خاں میانہ نے کمال دانش مندی اور دوراندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے دہلی کے ہر ایک بادشاہ کا احترام کیا اور اپنی وفاداری کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے اپنے ہر فرمان اور ہر سند میں ان سلاطین کا نام نامی شامل کرتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ شہر کڈپہ کی شاہی عید گاہ کی دیوار پر موجود کتبہ میں اس وقت کے شہنشاہ فرخ سیر (مسموم ۱۱۳۱ھ) بن عظیم الشان محمد عالم گیر ثانی (مقتول ۱۱۴۲ھ) کا نام مذکور ہے۔ عالم گیر ثانی بن محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ اول (متوفی ۱۱۴۳ھ) شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر کا پوتا تھا (۱۲)۔

اس شان دار و پر شکوہ عید گاہ کو نواب عبدالنبی خاں میانہ نے ۱۱۳۰ھ مطابق ۱۷۱۷ء میں تعمیر کیا تھا۔ شاعر نے مذکورہ قطعہ تاریخ میں عبدالنبی خاں اور اس کے اجداد کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے سال تکمیل اعداد میں بیان کرنے کی بجائے بڑی خوب صورتی سے الفاظ میں صاف ظاہر کر دیے ہیں مگر شاعر نے اپنے نام یا تخلص کا ذکر نہیں کیا۔ راقم الحروف کا قیاس ہے کہ ان اشعار کا خالق نواب عبدالنبی خاں کا درباری شاعر سید محمد ابن رضا ہے، جس نے شیخ الاسلام شرف الدین محمد بن سعید بوصیری (متوفی ۶۹۴ھ) کے مشہور عالم قصیدہ بردہ کا سب سے پہلے قدیم اردو (دکنی) میں منظوم ترجمہ کیا اور اپنے شاگرد رشید نواب زادہ عبدالحمید خاں میانہ ابن عبدالنبی خاں میانہ کی تعلیم و تربیت کے لیے رسالہ ”شعب الایمان“ تصنیف کیا تھا۔ علاوہ ازیں مذکورہ بالا اشعار اور ترجمہ قصیدہ بردہ کے اشعار کے اسلوب کی مماثلت بھی راقم کے قیاس کو تقویت دینے کے لیے کافی ہے۔ شاعر ابن رضا نے قصیدہ بردہ کے اختتام پر درج ذیل شعر کہے ہیں:

کریم ابن کریم ابن کریم است گل باغ نواب عبدالرحیم است

دُر بحر نواب عبدالنبی خاں سخی با کرم ہم جود و احسان (۱۳)

عید گاہ کی دیوار پر نصب کتبے کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

کریم ابن کریم ابن کریم است دُر بحر نواب عبدالرحیم است
دونوں کی یکسانیت یہ گواہی دیتی ہے کہ دونوں کا خالق ایک ہی ہے، اور وہ سید محمد ابن رضا کے
علاوہ اور کوئی ہو نہیں سکتا۔

کتبہ آثار مبارک، بہادر خان مسجد، کڈپہ: (۱۱۳۵ھ)

بحکم خداوند عبدالنبی بہ بستند ایوان حضرت نبیؐ

۱۱۳۵ھ

پیش از ایں بانی آثار رشک آسماں بردہ است عبدالنبی خاں میر عمدہ خاندان
منہدم شد از ممر کھنگی اکنوں تمام نو بنا کردند راس و نمونش در یک جہاں
حاکم وقت اند آندا از جہاں بانی وعدل شد بمدد خویش آثار خجستہ سن آں

۱۷۷۱ء

ترجمہ و تشریح:

حاکم عبدالنبی (نواب عبدالنبی خان میانہ، حاکم کڈپہ) کے حکم سے، حضور اکرم
نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار شریف کے لیے مقدس مقام بنایا گیا۔ (۱۱۳۵ھ)
دیگر مذکورہ بالا قطعہ تاریخ کا مفہوم یہ ہے:

(۱) اس بلند و بالا رشک آسماں آثار محل کے بانی، میانہ شاہی خاندان کے سردار نواب
عبدالنبی خاں میانہ تھے

(۲) یہ آثار خانہ زمانہ گزرنے کی وجہ سے خستہ و خراب ہو کر منہدم ہو گیا تھا، جسے نئے
سرے سے تعمیر کیا گیا

(۳) موجودہ دور کے حکمران نواب عبدالحکیم خاں میانہ نے (دور حکومت ۱۱۷۳ھ تا ۱۱۹۱ھ)
اس کو بنایا جو جہاں بانی کے ماہر اور عدل و انصاف پرور ہیں

(۴) اس ”آثار محل“ کا سن عیسوی ”آثار خجستہ“ یعنی مبارک و مسعود آثار سے ۱۷۷۱ء
برآمد ہوتا ہے (جو ۱۱۸۵ھ کے مساوی ہے)

مسجد بہادر خاں قلب شہر میں واقع ہے جسے میانہ خاندان کے چشم و چراغ نواب عبدالنبی خاں میانہ ابن عبدالرحیم خاں میانہ ملقب بہ بہادر خاں نے بنوایا تھا۔ اس عالی شان مسجد کے شمالی حصے میں ایک حجرہ ۱۱۳۵ھ میں تعمیر کروایا جس میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک بحفاظت رکھوائے تھے۔ اسے عرف عام میں ”آٹا خانہ“ کہا جاتا تھا۔ جب مرور زمانہ سے مسجد خستہ ہو گئی تو عبدالنبی خاں کے فرزند نواب عبدالحمید خاں میانہ (متوفی ۱۱۶۱ھ) کے پوتے نواب عبدالعلیم خاں میانہ ابن نواب عبدالمجید خاں میانہ (شہید ۱۱۶۹ھ) نے اسے دوبارہ تعمیر کرنے کی سعادت حاصل کی جس کا تذکرہ سرزمین دکن کے صاحب دیوان صوفی شاعر حضرت علامہ ذوالفقار علی خاں سورا زائی اختر کڈ پوی (متوفی مابعد ۱۲۶۰ھ) نے قطعہ تاریخ لکھ کر کیا ہے۔ حضرت اختر شاہ کمال جامی دکن (متوفی ۱۲۲۲ھ) کے معاصر اور ادیب شہیر کچھی نارائن شفیق اورنگ آبادی (متوفی ۱۲۲۳ھ) کے شاگرد رشید تھے (۱۴)۔

زمانہ حال میں پھر سے مذکورہ بہادر خاں مسجد کی توسیع و تعمیر جدید ہوئی ہے۔ چونکہ قبل ازیں موئے مبارک منتقل ہو گئے تھے اس لیے اس آثار محل کو بھی مسجد میں شامل کر لیا گیا ہے اور قدیم کتبے کے دو مُدور پتھر جس پر دو مصرعے اور تاریخ بناء ثبت ہیں، مسجد کے بیرونی گیٹ کے دونوں جانب نصب کر دیے گئے ہیں تاکہ یہ باقیات بھی تلف نہ ہو جائے۔

کتبہ گنبد حضرت امین الدین شاہ گیسو دراز، کڈپہ: (۱۱۴۹ھ)

(شیخ ما) حضرت امین الدین شاہ گیسو دراز عارف دیں
سال تاریخ رحلت سامی یافت رہ جنت شمار بدیں
۱۱۴۹ھ

ترجمہ و تشریح:

- (۱) (ہمارے شیخ) حضرت امین الدین شاہ گیسو دراز دین کا عرفان رکھنے والے بزرگ ہیں
- (۲) آپ کے واصل بحق ہونے کی تاریخ ”یافت رہ جنت“ (آپ نے جنت پالی) کے اعداد سے شمار کی جاسکتی ہے

پس منظر:

حضرت سید شاہ امین الدین محمد محمد الحسینی گیسو دراز حضرت بندہ نواز گیسو دراز محمد محمد الحسینی قدس سرہ (متوفی ۸۲۵ھ) کی اولاد سے تھے۔ آپ کی بارگاہ کڈپہ شہر کے محلہ الماس پیٹ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ گنبد کی دہلیز پر مذکورہ کتبہ نصب ہے۔ آپ مجذوب و مجرد بزرگ تھے۔ آپ کا وصال ۱۳ رزی قعدہ ۱۱۴۹ھ مطابق ۳۶ اکتوبر ۱۷۳۶ء کو ہوا۔

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

حضرت خواجہ سید شاہ امین الدین عرف محمد

بن حضرت خواجہ سید شاہ قطبی حسینی

بن حضرت خواجہ سید شاہ علی اسد اللہ حسینی

بن حضرت خواجہ سید شاہ محمد حبیب ثانی کرسی نشین

بن حضرت خواجہ سید شاہ علی حبیب اللہ حسینی

بن حضرت خواجہ سید شاہ محمد چوکی نشین

کتبہ چاند پھراگنبد، کڈپہ: (۱۱۵۹ھ)

مرشد کامل محمد شاہ سید رحمۃ بود دائم فیض بخش دین احمد مصطفیٰ
وہ وجود فیض عالم بود تاریخ وجود خوش وصالش گفت ہاتف شدر فیق جنتی

۱۱۵۷ھ

۱۰۷۳ھ

صابو بی بی دختر عبدالنبی خاں نامدار زوجہ سید محمد صاحب عالی تبار
از کمال سعی آں عالیہ والا نژاد دارا فضل بالہدا تاریخ گنبد شد قرار

۱۱۵۹ھ

(۱۶)

ترجمہ و تشریح:

(۱) حضرت سید شاہ محمد رحمت اللہ علیہ مرشد کامل تھے آپ ہمیشہ حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو فیض یاب کرتے رہے
(۲) آپ کی تاریخ ولادت ”وہ وجود فیض عالم بود“ ہے (یعنی واہ آپ کا وجود عالم کے لیے نفع رساں تھا: اس جملے سے ۱۰۷۳ کے اعداد کا استخراج ہوتا ہے) آپ کے وصال کا سال ہاتف غیبی نے یوں کہا ”شدر فیق جنتی“ (یعنی جنت میں میرا ساتھی ہو گیا: اس سے ۱۱۵۷ھ برآمد کیا گیا ہے)

(۳) نواب عبدالنبی خاں میانہ کی دختر نیک اختر صابو بی بی اعلیٰ خاندان سادات کے چشم و چراغ حضرت سید محمد کی زوجہ محترمہ ہیں

(۴) اس عالی نژاد خاتون کی سعی مشکور سے یہ گنبد تعمیر کیا گیا ہے اور ”دارا فضل بالہدا“ (یعنی ہدایت کا بہترین گھر) اس کی تاریخ ہے ”دارا فضل بالہدا“ سے اخذ کیے گئے اعداد ۱۱۵۹ گنبد کی تکمیل کا سال ہجری ہے)

بن حضرت خواجہ سید شاہ من اللہ حبیبی

بن حضرت خواجہ سید شاہ محمد سیر سمندر

بن حضرت خواجہ سید شاہ محمد سلطان صوفی

بن حضرت خواجہ سید احمد غالب کرامات

بن حضرت خواجہ ابوالفیض من اللہ حبیبی

بن حضرت خواجہ سید محمد اصغر حبیبی

بن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (۱۵)

کڈپہ کے بزرگوں کی زبانی یہ روایت سنی گئی کہ آپ اور حضرت سید شاہ محمد محمد حبیبی

(چاند پھراگنبد) دونوں بھائی ہیں۔ اور یہ دونوں بزرگ شہر گلبرگہ سے کڈپہ تشریف لائے تھے۔

مذکورہ بالا تاریخی کتبے میں صاحب مزار بزرگ کی ولادت و وفات اور گنبد کی تکمیل کا سن بڑی عمدگی سے بیان ہوا ہے۔ یہ کتبہ گنبد کی دہلیز کی پیشانی پر نصب کیا گیا ہے۔

پس منظر:

کڈپہ کا نام در حکمران نواب عبدالنبی خاں میانہ (متوفی ۱۱۵۸ھ) نے تقریباً پینتالیس (۴۵) سال اس علاقے پر حکومت کی تھی اور بارہ محل، سلیم چدم برم، لعل پیٹ و انمباڑی وغیرہ دور دراز علاقوں تک اپنی فتح و کامرانی کا علم لہرایا تھا۔ نواب موصوف، سات فرزندوں اور ایک دختر کا باپ تھا۔ اپنی اکلوتی بیٹی کا نکاح نجیب الطرفین آل رسول کے کسی سید زادے سے کرنے کا خواہش مند تھا۔ اس سلسلے میں اپنے قرب و جوار کے حکمرانوں سے مشورہ کر رہا تھا۔ اسی دوران اشارہ غیبی پا کر حضرت بندہ نواز گیسو دارز کے چھوٹے فرزند حضرت خواجہ سید محمد اصغر حسینی کی اولاد کے چشم و چراغ حضرت خواجہ سید شاہ محمد محمد الحسینی، گلبرگہ سے کڈپہ تشریف لائے۔ آپ بلند پایہ صوفی و بہر طریقت ہونے کے علاوہ علامہ وقت بھی تھے۔ عبدالنبی خاں نے جب آپ کی علیت و تقویٰ و طہارت کی شہرت سنی تو اس نے آپ کو اپنے چمن میں اعزاز و اکرام کے ساتھ رکھا اور اپنی دختر فرخندہ سیر کا بیاہ آپ سے کر دیا۔ آپ لا ولد تھے۔ آپ کا وصال چوراسی (۸۴) سال کی عمر میں ۱۱۵۷ھ مطابق ۱۷۴۲ء میں ہوا۔ آپ کو اسی چمن میں سپرد خاک کیا گیا۔ پھر دو سال بعد ۱۱۵۹ھ مطابق ۱۷۴۶ء میں نواب عبدالنبی خاں کے فرزند نواب عبدالحمید خاں میانہ نے اپنی بہن کی خواہش پر وہاں بلند و بالا پر شکوہ گنبد تعمیر کروایا جسے عرف عام میں ”چاند پھر گنبد“ کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ عام روایت کے مطابق یہ ہے کہ مذکورہ گنبد پر چاند کی شکل کا سونے کا کلس نصب کیا گیا تھا۔ اسے سر قہ کرنے کے لیے ایک چور گنبد پر چڑھا۔ چاند نما کلس کو نکالنے کی کوشش میں کلس کچھ ٹیڑھا ہو گیا اور چور اوپر سے گر کر مر گیا۔ اس حادثے کے بعد اس گنبد کا نام ”چاند پھر گنبد“ ہو گیا۔ گنبد کی تعمیر کے بعد جب محترمہ صابو بی بی کا انتقال ہوا تو انہیں بھی اسی گنبد میں اپنے شوہر کے بازو آسودہ کیا گیا۔

کتبہ مسجد محمد غیاث، سدھوٹ: (۱۱۶۴ھ)

بنا کرد مسجد محمد غیاث بدوران نواب عبدالمجید
ہزار و صد و شان زدہ ہم چہار مرتب بکشتہ میان دو عید
۱۱۶۴ھ (۱۷)

ترجمہ و تشریح:

- (۱) محترم محمد غیاث الدین صاحب نے علاقہ کڈپہ کے حکمران نواب عبدالمجید خاں میانہ کے دور میں مذکورہ مسجد کی تعمیر کی
 - (۲) یہ مسجد عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے درمیان سال ۱۱۶۴ھ میں مکمل ہوئی
- (نواب عبدالمجید خان میانہ، شہادت ۱۱۶۹ھ: بن نواب عبدالحمید خاں میانہ، متوفی ۱۱۶۱ھ: بن نواب عبدالنبی خاں میانہ، متوفی ۱۱۵۸ھ)

پس منظر:

محمد غیاث الدین کے تعلق سے جان کاری حاصل نہ ہو سکی۔ قیاس ہے کہ اس دور کے کوئی دین دار و با کردار بزرگ ہوں گے۔ شاعر نے بانی مسجد کے اسم گرامی کے ساتھ اس علاقے کے حاکم کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہ اس لیے کہ اس دور میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی بلند حوصلہ اور خدا ترس شخص مسجد بنا دیتا اور حاکم وقت سے یہ گزارش کرتا کہ وہ مسجد کی ضروریات مثلاً امام، موزن اور جا روب کش کی تنخواہوں کے لیے کوئی معقول انتظام کرے تو مذکورہ حاکم مسجد کی دیکھ ریکھ کی خاطر کسی مستقل جاگیر یا روزانہ ماہانہ نقد تعاون دینے کا پروانہ جاری کر دیتا تھا۔

نواب عبدالمجید خاں میانہ کے عہد میں مراٹھا فوج سپہ سالار بلونت راؤ اور گوپال رائیڈو کے زیر قیادت سدھوٹ پر حملہ آور ہوئی تھی۔ اس کثیر فوج کا دلیری سے مقابلہ کرتے ہوئے عبدالمجید خاں میانہ جاں بحق ہو گیا (۱۸)۔

کتبہ فوارہ فرح باغ، گنڈی کوٹہ: (۱۱۷۸ھ)

کردہ سعید تعمیر فوارہ فرح باغ منٹش بجائے دیگر کم دیدہ مرد بسیار
با خوبی و لطافت ہاتف زپردہ غیب تاریخ گفت دریاب فوارہ بس دربار

۱۱۷۸ھ

محمد حافظ اللہ حبیب بن حافظ درویش (۱۹)

ترجمہ و تشریح:

(۱) سعید (نواب عبدالسعید خاں میانہ) نے فرح باغ کے فوارے کی تعمیر کروائی جس کی مثال لوگوں نے نہیں دیکھی ہوگی

(۲) خوب صورتی اور لطافت و نزاکت میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ دیکھ کر ہاتف نے پردہ غیب سے اس کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا ”دریاب فوارہ بس دربار“ یعنی یہ فوارہ گوہر افشاں ہے (موتی پنچھا ور کرنے والا فوارہ مل گیا)

”دریاب فوارہ بس دربار“ سے ۱۱۷۸ھ کا استخراج ہوتا ہے جو عیسوی سال ۱۷۶۳ء کے مساوی ہے۔

پس منظر:

یہ فوارہ رائل سیما کے مضبوط و مشہور گنڈی کوٹہ قلعے میں واقع، فرح باغ میں بنایا گیا۔ قلعہ گنڈی کوٹہ کڈپہ شہر سے تقریباً ۸۰ (۸۰) کلومیٹر فاصلے پر ہے۔ یہ دراصل تلگوزبان کے دو الفاظ ”گنڈی“ یعنی گھاٹی اور ”کوٹہ“ یعنی قلعہ سے مرکب ہے۔ چونکہ یہ قلعہ رائل سیما علاقے کی مشہور ندی پٹنا (Penna) کے کنارے واقع پہاڑی ایراملائی (Erra Malai) کے بالائی حصے میں نوے (۹۰) میٹر بلندی پر تعمیر کیا گیا ہے اور پہاڑ کے دامن میں قدرتی وادی اور گہری کھائی ہے اس لیے اس کا نام ”گنڈی کوٹہ“ مشہور ہوا جسے انگریزی زبان میں

| علاقہ کڈپہ کے نایاب تاریخی کتبے | 41 |

کچی کوٹہ (Kanchi Kota) کہا جاتا ہے۔

گنڈی کوٹہ کے اس قلعے کو جس کا رقبہ تقریباً پانچ میل ہے، سب سے پہلے قطب شاہی سلطنت کے حکمران سلطان عبداللہ قطب شاہ (دور حکومت ۱۰۳۶ھ تا ۱۰۸۳ھ) کے ایرانی نژاد جرنیل میر محمد سعید عرف میر جملہ نے ۲۳/ ذی الحجہ ۱۰۶۲ھ مطابق ۱۶۵۲ء کو فتح کیا تھا۔ میر جملہ کی وفات (۱۰۷۴ھ مطابق ۱۶۶۳ء) کے بعد اس کے مقام و منصب پر دوسرے نامور سپہ سالار میر سعید حسین معروف بہ نیک نام خاں (متوفی ۱۰۸۳ھ) کا تقرر عمل میں آیا۔ یہ بڑا ہی نیک دل، فیاض اور شجاع حکمران تھا۔ اس نے اپنے نام سے کئی شہر آباد کیے۔ خصوصاً قدیم کڈپہ کے مضافات میں نہر کے کنارے ایک نیا شہر باغات اور فواروں سے آراستہ بنام ”نیک نام آباد“ تقریباً ۱۰۷۲ھ مطابق ۱۶۶۱ء میں بسایا۔ نیک نام خاں کے بعد گنڈی کوٹہ پر مغل شہنشاہ اورنگ زیب کے سپہ سالار نواب ذوالفقار علی خاں اور نواب داؤد خاں پٹنی یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے۔ بعد ازاں جب نواب عبدالنبی خاں میانہ کا دور آیا تو اس نے ۱۱۱۹ھ میں گنڈی کوٹہ کو فتح کر کے حکومت کڈپہ کے زیر انتظام کر دیا اور پھر اپنے سات فرزندوں میں سے دوسرے لڑکے نواب عبدالقادر خاں میانہ کو گنڈی کوٹہ کی جاگیر عطا کر دی۔ نواب عبدالقادر خاں میانہ نے ۱۱۵۰ھ تک وہاں اپنا اقتدار قائم رکھا۔ کرنل کولن میکنزی (متوفی ۱۸۲۱ء) نے اپنے کلکشنر میں نواب عبدالقادر خاں میانہ کی جانب سے ۱۱۴۹ھ میں عطا کردہ سند کا ذکر کیا ہے (۲۰)۔

عبدالقادر خاں کے بعد گنڈی کوٹہ پر مختلف قلعہ دار متعین ہوتے رہے۔ پھر جب عبدالنبی خاں کا چوتھا لڑکا نواب عبدالحمید خاں میانہ اپنے والد کی جگہ تمام ریاست کڈپہ کا حکمران ہوا تو اس نے اپنے فرزند نواب عبدالسعید خاں میانہ کو گنڈی کوٹہ کا قلعہ دار بنادیا۔ اس سے پیش تر عبدالسعید خاں کم بھم اور گوتی (Gooty) سرکار کے حاکم کے طور پر کافی تجربہ حاصل کر چکا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی تقرری کے بعد گنڈی کوٹہ میں محل بنائے، جا بجا باغ لگائے اور اس میں خوب صورت فوارہ جاری کیا جس کی تاریخ ۱۱۷۸ھ مطابق ۱۷۶۳ء ہے۔

| علاقہ کڈپہ کے نایاب تاریخی کتبے | 42 |

نواب عبدالسعید نے جنوبی ہند کے مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ رحمت اللہ
نائب رسول اللہ (متوفی ۱۱۹۵ھ) کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی گزارش کی مگر آپ نے
دنیا سے اپنی بے رغبتی کی بنا پر رد کر دیا (۲۱)۔

کتبے میں موجود اشعار کے کاتب یا شاعر محمد حافظ اللہ حبیب بن حافظ درویش ہیں جو
نواب صاحب کے معتمدین میں سے تھے۔

کتبہ گنبد حضرت بسم اللہ شاہ قادریؒ، سدھوٹ: (۱۱۸۶ھ)

لا اله الا الله محمد الرسول الله

اثبات حق، حق او از نفی ماسوا اللہ قطب زمان و ماہر از سرّ لی مع اللہ
جسمش حلیم ظلّ اعیان ثابتہ داں تاریخ گفت ہاتف او بود ذات اللہ

۱۱۸۶ھ

ترجمہ و تشریح:

(۱) وہ (حضرت سید شاہ بسم اللہ قادری) ماسوا اللہ کی نفی کرتے اور حق کو ثابت کرنے میں
منہمک تھے۔ آپ اپنے وقت کے قطب اور ”لی مع اللہ“ (انتہائی قرب الہی) کے راز کے
واقف کار اور ماہر تھے

(۲) آپ کا جسم اعیان ثابتہ اور صُور علمیہ کا پرتو تھا۔ حلیم! تم یہ جان لو کہ ہاتف غیبی نے
آپ کے وصال کی تاریخ بتاتے ہوئے کہا ”او بود ذات اللہ“ (یعنی وہ ذات الہی کے مظہر تھے)
”او بود ذات اللہ“ سے ۱۱۸۶ھ کے اعداد ظاہر ہوئے ہیں۔ یہ سال ۱۱۸۶ھ ہے جس کا
مساوی عیسوی سال ۱۷۷۲ء ہے۔

پس منظر:

حضرت بسم اللہ شاہ قادریؒ میاں شاہی خاندان کے آخری نواب عبدالحلیم خاں میاں
(عہد ۱۱۷۳ھ تا ۱۱۹۱ھ) بن نواب عبدالجید خاں میاں کے دور اقتدار میں سدھوٹ تشریف
لائے تھے۔ آپ پر وقتاً فوقتاً جذب طاری ہوتا تھا۔ نواب مذکورہ آپ کے مرید و معتقد تھے۔
اس زمانے میں سدھوٹ، کڈپہ وغیرہ علاقوں میں مہدویت کا کافی زور تھا۔ حضرت بسم اللہ قادری
نے جب یہ دیکھا کہ مہدویت کا اثر عوام تو عوام خواص کے حلقوں میں بھی سرایت کر رہا ہے تو
آپ نے اپنے وعظ و تقریر اور پند و نصائح میں اس کی سخت مخالفت کی اور لوگوں کو اس سے دور

رہنے کی تلقین کی۔ اس پر خضر خان نامی ایک مہدوی سپاہی نے مشتعل ہو کر آپ پر حملہ کر دیا، جس سے آپ کی شہادت ہو گئی۔ آپ کو اندرون قلعہ سدھوٹ، شاہی مسجد کے رو برو سپرد خاک کیا گیا۔ نواب حلیم خاں نے اس پر عالی شان گنبد تعمیر کرایا۔ گنبد کی دہلیز پر مذکورہ کتبہ نصب شدہ ہے۔

اس قطعہ کے تیسرے مصرعے میں، حلیم کا لفظ شاعر کے تخلص کی طرف اشارہ کرتا ہے، ممکن ہے اس سے مراد خود نواب عبدالحلیم خاں ہو جس نے اپنی عقیدت میں مذکورہ اشعار تحریر کیے ہوں۔ اس لیے کہ نواب حلیم خاں تعلیم یافتہ ہونے کے علاوہ شعرو سخن سے بھی بے حد لگاؤ رکھتا تھا۔

کتبہ مسجد شیخ علی، سدھوٹ: (۱۱۸۶ھ)

بنا گشت مسجد بامر حلیم مرتب مکان شد چودار نعیم
بخستم چوتارنخ سانش زدل ندا داد ہاتف ز عرش عظیم
(۲۲) ۱۱۸۶ھ

ترجمہ و تشریح:

- (۱) یہ مسجد، حلیم (نواب عبدالحلیم خاں بن عبدالمجید خاں) کے حکم سے تعمیر کی گئی۔ اس کا حسن و جمال جنت الفردوس جیسا ہے
- (۲) میں نے دل سے اس کی بناء کا سال دریافت کیا تو غیبی فرشتے نے عرش اعظم سے آواز دی

اس قطعہ تاریخ کا تیسرا شعر جس سے سال بناء ظاہر ہوتا ہے میکنزے کلکشنز میں نقل ہونے سے رہ گیا مگر مذکورہ اشعار کے نیچے سال تعمیر لکھ دیا گیا ہے۔

پس منظر:

سدھوٹ سرکار کے آخری فرماں روا نواب عبدالحلیم خاں میانہ نے اس علاقے پر ۱۱۷۳ھ سے ۱۱۹۱ھ تک تقریباً اٹھارہ سال بڑی عمدگی اور رعایا پروری کے ساتھ حکومت کی۔ اس کی حکومت میں سدھوٹ خوب ترقی کر گیا تھا۔ ۱۷۷۷ء میں سدھوٹ پر سلطنت خداداد کے والی و حاکم نواب حیدر علی خاں کا حملہ ہوا۔ میسور کی فوج ان افغان سپاہیوں کو شکست نہ دے سکی۔ حلیم خاں قلعہ بند ہو گیا۔ حیدر علی نے قلعہ کا محاصرہ کر کے انہیں باہر لانے کے لیے لاکھ جتن کیے مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ چونکہ افغان فوجوں کو قلعہ کے اندر رسد کی کمی نہیں تھی اور قلعہ کے دیواروں کو چھوتی ہوئی پٹا ندی گزر رہی تھی جس کا پانی بے آسانی قلعہ والوں کو دستیاب ہو رہا تھا اس لیے محاصرہ طول پکڑتا گیا۔ اس صورت حال سے پریشان ہو کر حیدر علی نے صلح کی پیش کش کی۔

حلیم خاں نے بھی اس کو غنیمت سمجھا۔ صلح کا معاہدہ طے ہوا جس میں یہ اہم شرط رکھی گئی کہ حلیم خاں کی خوبصورت و نیک سیرت بہن محترمہ بخشی بیگم کا نکاح حیدر علی سے کر دیا جائے۔ دونوں فریق اس پر متفق ہو گئے۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا گیا۔ حیدر علی دولہا بن کر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ قلعے کے اندر داخل ہوئے۔ شادی کے بعد حیدر علی اپنی دلہن کے ساتھ ان کے بھائی حلیم خاں اور دیگر قریبی رشتہ داروں کو اپنے ساتھ سری رنگ پٹن لے آئے۔

حیدر علی (وفات ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۷۸۲ء) کے بعد سلطنت خدا داد کی باگ ڈور سلطان ٹیپو نے سنبھالی تو کڈپہ کے یہ نواب حلیم خاں ہر قدم پر سلطان کا خوب ساتھ دے رہے تھے۔ پھر آخر کار سلطان ٹیپو کا انگریزوں سے آخری معرکہ ہوا تو سلطان کے شانہ بہ شانہ حلیم خاں بھی جنگ لڑتے رہے یہاں تک کہ اسی معرکہ میں جاں بحق ہو گئے (۲۳)۔

کتابہ منڈلی مسجد (حوض کی مسجد) کڈپہ: (۱۱۸۶ھ)

وَرَبُّ الْبَيْتِ مَوْصُوفٌ

بِأَوْصَافِ الْكَمَالِ

۱۱۸۶ھ

ترجمہ و تشریح:

عربی زبان میں کہے گئے اس مصرعے کا مطلب ہے: اور صاحب خانہ (یعنی خدائے رب العزت) صفات کمالیہ سے متصف ہے۔ یہ کتبہ دراصل مسجد ہذا کے قطعہ تاریخ کے آخری شعر کا مصرع ثانی ہے۔ اس مصرعہ کی قبل کے اشعار ضائع ہو چکے ہیں۔

پس منظر:

عربی زبان میں تحریر شدہ یہ مصرع مسجد کے صحن کی دیوار پر نصب کر دیا گیا ہے جس سے مسجد کی تعمیر کا سال عیاں ہوتا ہے۔ کتبہ میں مصرعہ ہذا کو دو حصوں میں تحریر کیا گیا ہے۔ پہلی سطر میں ”وَرَبُّ الْبَيْتِ مَوْصُوفٌ“ اور اس کے نیچے دوسری سطر میں ”بِأَوْصَافِ الْكَمَالِ“ تحریر ہے۔ یہ کتبہ سنگ سیاہ پر رقم کیا گیا ہے۔ راقم کی رائے میں اس مصرع سے برآمد ہونے والا عدد ۱۱۸۵ ہے۔ حالانکہ میکنزی کلکشنز کی رو سے یہ مسجد ۱۱۸۶ھ میں بنائی گئی ہے (۲۴)۔ سال تعمیر کے لیے درکار ایک عدد ممکن ہے اوپر کے مصرعے میں بطور ترمیم شامل کرنے کا اشارہ کر دیا گیا ہو۔ اس طرح یہ (۱۱۸۶ = ۱۱۸۵ + ۱) مکمل ہو جائے گا۔ تاریخ گوئی میں اس صنعت کو ہنر اور کمال تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس سے ایک عمدہ بمعنی جملہ ضائع ہونے سے بچ جائے گا۔

مذکورہ مسجد کا قدیم نام ”منڈلی مسجد“ تھا مگر ایک مدت سے اس مسجد کو ”حوض کی مسجد“ کے نام سے ہی جانا جاتا ہے۔ اس لیے کہ نوابوں کے دور میں اس مسجد میں وضو کے لیے ایک

بڑا سا حوض تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ مسجد نواب حلیم خاں میانہ بن نواب عبدالجید خاں میانہ کے دور حکومت (۱۱۷۳ھ-۱۱۹۱ھ) میں مکمل ہوئی تھی۔ اسی سال یعنی ۱۱۸۶ھ کو قصبہ تلپول، نزد کدڑی، ضلع امنت پور میں، جنوبی ہند کے مشہور بزرگ، مصنف و شاعر اور خانوادہ شہ میریہ کے بانی حضرت مولانا سید شاہ محمد حسینی بخاریؒ معروف بہ شاہ میر (اول) کا وصال ہوا تھا۔ حضرت شاہ میرؒ اول اپنے معتقد نواب عبدالقدوس خان میانہ کے اصرار پر کڈپہ سے تلپول تشریف لے گئے تھے۔

کتبہ لوح مزار حضرت سید عبدالقادر جیلانی بادشاہ شہیدؒ کڈپہ: (۱۲۱۱ھ)

خداوند شہادت عبد قادر شہادت یافتہ سردار عرفا
زلمہم خواستم سال شہادت شہید شافع امتؒ بگفتہ
(۲۵) ۱۲۱۱ھ

ترجمہ و تشریح:

- (۱) حضرت سید عبدالقادر صاحب شہادت ہیں، عارفوں کے سردار اور شہادت یافتہ ہیں
 - (۲) میں نے ملہم غیبی سے شہادت کا سال دریافت کیا تو اس نے کہا ”شہید شافع امتؒ“
- ”شہید شافع امتؒ“ سے ۱۲۱۱ھ کا استخراج ہوتا ہے جو ۹۶۷ء کے مساوی ہے۔
شہید شافع امتؒ کے معنی شافع امتؒ، رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام و ناموس پر قربان ہونے والی شخصیت کے ہیں۔

پس منظر:

خانوادہ سادات بخارا کی معروف و مشہور عالم و فاضل اور صوفی کامل شخصیت حضرت سید جلال الدین بخاری معروف بہ جہانیاں جہاں گشت (متوفی ۷۸۵ھ) کے چشم و چراغ حضرت مولانا سید شاہ جمال الدین بخاریؒ (متوفی ۱۱۶۲ھ) کے پوتے حضرت سید شاہ عبدالقادر بخاری شہید عرف جیلانی بادشاہ قادریؒ ابن حضرت علامہ سید شاہ محمد حسینی بخاری قادریؒ المتخلص شہ میرؒ اول (متوفی ۱۱۸۶ھ) بڑے عارف باللہ بزرگ تھے۔ آپ پر اکثر جذب طاری رہتا تھا۔ ایک مرتبہ جذب ہی کی حالت میں بلندی سے گر کر شہید ہو گئے۔ شاعر نے مذکورہ قطعہ میں اسی شہادت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ قطعہ آپ کے لوح مزار پر تحریر کیا گیا ہے جو آج بھی محفوظ ہے۔ آپ کا مزار مسجد شہ میریہ کے روبرو قبرستان میں موجود ہے۔

کتبہ لوح مزار حضرت سید شاہ نور اللہ بادشاہ بخاریؒ کڈپہ: (۱۲۱۴ھ)

شیخ سید شاہ نور اللہ شاہ اولیاء بادشاہ وجد و حال و کاشف راز خدا
بود آں نور الہی گم شدہ در مصطفیٰؐ سال و صلش شیخ شد گفتا در آمد ندا
(۱۲۱۴ھ)

باشکستہ پائے دل سالک! لم از روئے آہ گفت نور اللہ در نور محمد گم شدہ
(۳۰) (۱) (۱۲۴۳)
(۲۶) ۳۰-۱=۲۹ ۱۲۱۴ء = (۱۲۴۳-۲۹)

ترجمہ و تشریح:

- (۱) حضرت سید شاہ نور اللہ بخاری اولیائے کرام کے بادشاہ ہیں۔ آپ وجد و حال کے شہنشاہ ہیں اور خدائے تعالیٰ کی معرفت کے راز دان اور عارف باللہ ہیں
- (۲) آپ (نور اللہ) نور الہی تھے جو نور مصطفیٰؐ میں گم ہو گیا ہے (یعنی آپ فنا فی الرسولؐ کے درجے پر فائز تھے)۔ ”شیخ شد“ (سے برآمد ہونے والا عدد: ۱۲۱۴ھ) آپ کا سال رحلت ہے علاوہ ازیں ایک اور تاریخ کے تعلق سے ندائے غیبی آئی۔
- (۳) اے سالک! ”پائے دل“ (یعنی ”ل“ کے عدد تیس: ۳۰) سے ”روئے آہ“ (یعنی الف کا عدد: ایک) نکال کر (انتیس: ۲۹) کے ساتھ (میرے دل نے کہا) ”نور اللہ در نور محمد گم شدہ“ (نور اللہ در نور محمد میں گم ہو گیا ہے) یعنی اس سے حاصل ہونے والے عدد ۱۲۴۳ سے ۲۹ خارج کریں تو ۱۲۱۴ نکلتا ہے۔ اور یہی وفات کا سال یعنی ۱۲۱۴ ہجری ہے۔

شاعر نے بڑی عمدگی سے بطور تخریج ہجری سن کا نہ صرف استخراج کیا ہے بلکہ صاحب مزار کے نام ”نور اللہ“ کی مناسبت سے ”نور اللہ در نور محمد گم شدہ“ کہہ کر آپ کے مقام و مرتبہ کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے۔

پس منظر:

حضرت مولانا سید شاہ نور اللہ بخاری قادری المتخلص نور حضرت سید شاہ جمال الدین بخاریؒ کے منجھے صاحب زادے اور مذکورہ قطعہ تاریخ کے خالق و شاعر حضرت سید شاہ سلطان محی الدین بادشاہ بخاریؒ سالک بن سید شاہ حسینیؒ بادشاہ بخاریؒ (متوفی ۱۲۳۵ھ) کے جد حقیقی تھے۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم و فاضل ہونے کے علاوہ مرشد کامل و صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ شہر کڈپہ کے قلعے سے متصل بہنے والی نہر داؤدی (موجودہ نام Bugga Vanka) کے دوسرے کنارے آسودہ خاک ہیں۔ مذکورہ قطعہ تاریخ ماضی قریب تک آپ کے لوح مزار پر کندہ تھا اب مرور زمانہ کا شکار ہو کر مفقود ہو گیا ہے (۲۷)۔

کتبہ مسجد شاہ درویش، سدھوٹ: (۱۲۴۲ھ)

شاہ درویش عاقبت محمود طرح مسجد چو (؟؟؟) زینت صلوٰۃ
خواسم سالش از سروش غیب بانگ زد بانگ الصلوٰۃ صلوٰۃ
(۲۸) ۱۲۴۲ھ

ترجمہ و تشریح:

- (۱) حضرت سید شاہ درویش محمد جن کی آخرت محمود و قابل ستائش ہے نمازوں سے زیب و زینت بخشے کے لیے مسجد کی بنیاد رکھی
- (۲) میں نے اس موقع پر غیبی فرشتے سے اس کا سال دریافت کیا تو اس نے کہا ”بانگ زد بانگ الصلوٰۃ صلوٰۃ“ (آواز دو! آواز! کہ نماز کے لیے آؤ! نماز کے لیے)
- شاعر نے مذکورہ بامعنی جملہ سے سال بناء ۱۲۴۲ھ کا استخراج بڑی عمدگی سے کیا ہے۔
- راقم ایک اور بات کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہے کہ مصرعہ ”بانگ زد بانگ الصلوٰۃ صلوٰۃ“ سے شاعر نے ۱۲۴۲ کے اعداد برآمد کرتے ہوئے ”صلوٰۃ“ میں دونوں جگہ الف اور واؤ کے اعداد کو شمار کیا ہے۔

پس منظر:

حضرت مولانا سید شاہ درویش محمد قادری ابن حضرت سید شاہ ابوالفتح قادری معروف بہ فتو میاں، خانوادہ سادات سدھوٹ کے چشم و چراغ تھے۔ آپ بلند پایہ عالم صاحب تصرف بزرگ ہونے کے علاوہ شاعر و مصنف بھی تھے۔ آپ نے بزرگان دین کی وفیات کا تذکرہ ”مخزن الاعراس“ کے نام سے دو حصوں میں لکھا۔ دونوں حصوں کی تکمیل بتاریخ ۱۲۴۲/ربیع الاول ۱۲۶۱ھ ہوئی۔ علاوہ ازیں آپ نے حضرت شرف الدین محمد بوسیری (متوفی ۶۹۴ھ) کے شہرہ آفاق نعتیہ عربی قصیدے کا فارسی اور کئی زبانوں میں ایک ساتھ منظوم ترجمہ بھی کیا تھا

جس کی تاریخ تکمیل ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۳۵ھ ہے۔ اس کی اطلاع قصیدے کے اختتام پر دی گئی ہے (۲۹)۔

آپ نے سدھوٹ میں ایک مسجد ۱۲۴۲ھ میں تعمیر کی تھی، جس کا قطعہ تاریخ، مدارس کے نامور شاعر و صوفی حضرت ابوسعید خاں والا (متوفی ۱۲۶۲ھ) نے تحریر کیا تھا۔ حالانکہ شاعر کا تخلص قطعہ میں بیان نہیں کیا گیا ہے مگر ایک اور قطعہ تاریخ جس میں حضرت والا کا تخلص موجود ہے اس کا ایک مصرعہ ”شاہ درویش عاقبت محمود“ مذکورہ بالا قطعہ کے پہلے مصرعے کے عین مماثل ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں کا شاعر ایک ہی ہے۔ یہاں اس بات کا اقرار ضروری ہے کہ مذکورہ بالا قطعہ کا دوسرا مصرعہ صحیح طور پر پڑھا نہیں جاسکا جس کا احساس راقم کو ہے۔

کتبہ مسجد شاہ قادرولیؒ، سدھوٹ: (۱۲۴۴ھ)

شاہ قادرولی، ولی حق مظهر فیض حضرت معبود
طرح مسجد فگندہ بود ز شوق چوں دل عارف صفا آمود
بود آں عہد خان عبد نبی حاتم وقت خویش و صاحب جود
بعد یک چند مسجد مذکور دست تقدیر ساختش نابود
کرد انفات (؟) آں نبیرہ او شاہ درویش عاقبت محمود
خواست والا چو سال اتمامش خاطر آسودہ بادل خوشنود
دہن خویش شستہ ہفدہ بار (۱۷) ہاتم خانہ خدا فرمود (۱۲۶۱)
۱۲۴۴ء (۱۷-۱۲۶۱)

(ہفدہ عدد بحسن توریہ برآمدہ شد کمالا تکلی عند التامل)

(۳۰)

ترجمہ و تشریح:

- (۱) حق تعالیٰ کے دوست شاہ قادرولیؒ، معبود حقیقی خدائے تعالیٰ کے فیض و کرم کے مظهر تھے
- (۲) انہوں نے شوق و ذوق کے ساتھ مسجد کی بنیاد رکھی جو صدق و صفا سے آراستہ عارف باللہ کے دل کی مانند تھی
- (۳) یہ مسجد اپنے وقت کے حاتم، صاحب جود و سخا، عبد نبی (نواب عبدالنبی خاں میانہ حاکم کڈپہ) کے عہد میں مکمل ہو گئی تھی
- (۴) ایک مدت کے بعد اس مسجد کو دست قدرت نے تاخت و تاراج کر دیا
- (۵) بعد ازاں حضرت شاہ قادرولی کے پوتے شاہ درویش محمد (اللہ تعالیٰ ان کی آخرت محمود کرے) نے اسے نواس کی تعمیر کی

(۶) جب والا نے مسجد کے اتمام کی تاریخ طیب خاطر و بدلی مسرت دریافت کی

(۷) تو ہاتم غیبی نے سترہ مرتبہ (۱۷) اپنا منہ دھو کر کہا ”خانہ خدا“

یہاں ”ہفدہ بار“ یعنی سترہ کا عدد تخرجہ کے طور پر لایا گیا ہے یعنی ”خانہ خدا“ سے حاصل شدہ عدد (۱۲۶۱) میں سے ”ہفدہ بار“ یعنی سترہ مرتبہ کے اشارے کے تحت (۱۷) منہا کر دیں تو ۱۲۴۴ کا عدد حاصل ہوتا ہے اور یہی تکمیل مسجد کا ہجری سال یعنی ۱۲۴۴ھ ہے۔

پس منظر:

مذکورہ بالا قطعہ تاریخ سید ابوسعید ابوطیب خاں والا (۱۱۹۰ھ-تا-۱۲۶۱ھ) کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ حضرت والا کے والد سید زین العابدین امامی بھی شاعر تھے۔ والا کی ولادت قصبہ رحمت آباد ضلع نیلور آندھرا پردیش میں ۱۱۹۰ھ میں ہوئی۔ آپ نے سید امین الدین علی متوطن اودے گری، ضلع نیلور (متوفی ۱۲۰۸ھ) سے فارسی اور انہیں کے ہم نام شاہ امین الدین علی متوطن نیلور سے عربی کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں شعر و سخن کے رموز و حقائق اردو کے اولین نقاد علامہ باقر آگاہ و یلوری (متوفی ۱۲۲۰ھ) سے سیکھے۔ جناب والا کرناٹک کے بارہویں نواب غلام محمد غوث خاں اعظم (متوفی ۱۲۷۲ھ) کے اتالیق بھی تھے (۳۰)۔ آپ علامہ شاہ رفیع الدین قدہاری حیدر آبادی (متوفی ۱۲۴۱ھ) کے خلیفہ خاص تھے۔ حضرت شاہ رفیع الدین نے ہندوستان کے عظیم المرتبہ صوفی و عالم حضرت سید خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ (متوفی ۱۱۹۵ھ) سے اجازت و خلافت حاصل کی تھی۔ والا نے اپنے دادا مرشد کی سوانح ”بحر رحمت“ کے نام سے لکھی تھی۔ آپ کا شاعرانہ کمال مسجد مذکور کے تاریخی قطعے سے بھی عیاں ہوتا ہے۔ آپ کی دیگر تصنیفات میں، مثنوی آیہ رحمت، مثنوی، بحرغم (فرزند سید احمد کی وفات ۱۲۵۰ھ پر لکھا گیا مرثیہ) دیوان والا اور سہ نثر والا مشہور ہیں (۳۱)۔

مسجد ہذا کے مؤسس اول حضرت شاہ قادرولیؒ اپنے دور کے بزرگ صوفی تھے جن کا اصلی نام بقول افراد خاندان، سید شاہ نظر عالم خیر آبادی ابن صدر عالم خیر آبادی تھا۔ آپ قصبہ

خیر آباد (ضلع چیتا پور، لکھنؤ) کے خاندان سادات کے فرد فرید تھے۔ حضرت قادریؒ نے نواب عبدالنبی خاں میانہ حاکم کڈپہ کے عہد (۱۱۱۴ھ - ۱۱۵۸ھ) میں یہ مسجد تعمیر کی تھی۔ تاریخی حقائق سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ عبدالنبی خاں کے آخری دور میں یہ مسجد بنائی گئی۔ جب کئی دہائیوں کے بعد یہ مسجد زبیں بوس ہوئی تو مذکورہ بزرگ کے پوتے حضرت سید شاہ درویش محمد ثانی ابن سید شاہ ابوالفتح ثانی معروف بہ فتو میاں نے از سر نو اس کی تعمیر کی جس کا قطعہ تاریخ اور تحریر کیا گیا ہے۔ حضرت درویش محمد کو ”ثانی“ اس لیے کہا گیا ہے کہ آپ کے پانچویں جد اعلیٰ کا اسم گرامی بھی سید شاہ درویش محمد خیر آبادی بن سید محمد مشتاق خیر آبادی بن سید محمد اسحاق خیر آبادی ہے، جن کی بناء کردہ مسجد کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ علاوہ ازیں درویش محمد ثانی کے والد ماجد ابوالفتح خیر آبادی کے نام کا لاحقہ بھی ”ثانی“ ہے۔ یہ اس لیے کہ خاندانی شجرہ نسب کی رو سے ان کے آٹھویں جد کا نام نامی سید شاہ ابوالفتح خیر آبادی بن سید شاہ عبداللہ فیاض قدس سرہ ہے (۳۲)۔

مذکورہ بالا اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ سید ابوالسعید والا اور سید درویش محمد ثانی کے درمیان گہرے دوستانہ تعلقات تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ والا سدھوٹ آئے ہوں۔ درویش محمد ثانی کی وفات کی تاریخ کا علم نہ ہو سکا۔ البتہ یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ آپ کا وصال ۱۲۶۱ھ کے بعد ہوا ہوگا۔ اس لیے کہ اسی سال یعنی ۱۲۶۱ھ میں آپ کی کتاب ”مخزن الاعراس“ اختتام پذیر ہوئی۔ مسجد کی دوبارہ تعمیر کے وقت سدھوٹ پر عملاً انگریزوں کا اقتدار قائم تھا حالانکہ پورے کرناٹک پر بظاہر نواب غلام غوث خاں اعظم (دور حکومت ۱۲۴۱ھ - ۱۲۷۲ھ) کی حکمرانی تھی۔

کتبہ لوح مزار حضرت کمبل پوشؒ، کڈپہ: (۱۲۶۵ھ)

شرف الدین پیر کمبل پوش نام کا جن کے عرش پر ہے خروش
محو دیدم، قثم وجہ اللہ واقف لا الہ لا اللہ
جن کے تھے اک زریدہ سقاک پاک سقاک بادل بے باک
محمی دین شاہ قادری پیر رہبر رہ رواں ضمیر منیر
اصل بینش تھی معدن دانش شہر کرنول کی ہے پیدائش
یک بیک حکم غیب اظہر گشت شدہ تاریخ قطرہ گوہر گشت
(۳۳) ۱۲۶۵ھ

ترجمہ و تشریح:

- (۱) حضرت سید شاہ شرف الدین پیر کمبل پوش وہ ہیں جن کا ذکر خیر عرش پر ہو رہا ہے
- (۲) میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کے دیدار میں ہمیشہ محو و مستغرق دیکھا۔ وہ ”لا الہ الا اللہ“ کے راز دان و حقائق آشنا ہیں
- (۳) جن کے شجرے کی ایک ہری شاخ یعنی فرزند اپنے نفس پر ظلم کرنے والے انتہائی پاک و صاف باطن اور بے باک ہیں
- (۴) وہ مرشد کامل سید شاہ محی الدین قادری ہیں جو ساکان طریقت کے رہبر و ہادی اور روشن ضمیر ہیں
- (۵) وہ اک دیدہ ور اور خرد کا خزانہ یعنی صاحب بصیرت ہیں۔ ان کی جائے پیدائش شہر کرنول ہے
- (۶) مجھے دفعتاً ہاتھ غیب کا صاف حکم ملا کہ صاحب مزار کا سال وصال ”قطرہ گوہر گشت“ (یعنی قطرہ گوہر ہو گیا) ہے

”قطرہ گوہر گشت“ سے حاصل شدہ عدد ۱۲۶۵ حضرت کمبل پوش کا سال وصال یعنی

۱۲۶۵ھ ہے۔

پس منظر:

حضرت سید شاہ شرف الدین قادری کمبل پوش کڈ پوی، حضرت سید شاہ عبد الرحیم قادری بیجا پوری ثم حیدر آبادی (مزار مسجد کوئلو رحیم پورہ حیدر آباد) کے دوسرے صاحب زادے ہیں۔ آپ کے بڑے فرزند حضرت سید شاہ غلام حسین قادری کمبل پوش ہیں جن کی بارگاہ مسجد کمبل پوش شاہ علی بندہ حیدر آباد میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ شاہ عبد الرحیم قادری کے تیسرے اور سب سے چھوٹے نخت جگر کا اسم گرامی سید شاہ ید اللہ قادری کمبل پوش ہے جو مجرد و مجذوب بزرگ تھے۔ موصوف کی آخری آرام گاہ ضلع انتہ پور کے شہر گوتی (Gooty) سے پانچ کلومیٹر دور تاڑ پتری روڈ پر قصبہ ”کتھ کوٹالو“ میں تالاب کے کنارے موجود ہے۔ شاہ عبد الرحیم کے تینوں صاحب زادوں کے مرشد و مربی اور ان کے بہنوئی حضرت سید شاہ غلام عبد القادر قادری المعروف شاہ فی الحال قادری کرنولی ہیں جن سے ان تینوں بھائیوں کو اجازت و خلافت حاصل ہے۔

خاندانی روایات کے مطابق ”کمل پوش“ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ شاہ غلام حسین قادری کی اہلیہ محترمہ نے ایک دن اپنے شوہر کے مرشد شاہ فی الحال قادری سے شکایت کی کہ حضرت غلام حسین قادری ہمیشہ جذب کے عالم میں رہتے ہیں۔ بایں وجہ آل و عیال کی طرف توجہ نہیں رہتی ہے۔ یہ سن کر مرشد نے شاہ غلام حسین کو اپنا کمبل عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے ہمیشہ استعمال کرو گے تو مزاج میں اعتدال قائم رہے گا۔ اس کے بعد شاہ غلام حسین اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل میں ہر وقت یہی کمبل اوڑھا کرتے تھے جس کے سبب آپ کا لقب ”کمل پوش“ ہو گیا۔ واضح رہے کہ یہ تینوں بھائی اپنے بہنوئی اور مرشد و مربی یعنی حضرت شاہ فی الحال قادری کے خلفاء اور انہی کے دامن تربیت سے وابستہ تھے غالباً اسی لیے مرشد کا عطا کردہ یہ لقب بھی

تینوں بھائیوں کے نام کا جزو بن گیا۔ اور یہی لقب خانوادہ کمبل پوش کی امتیازی شناخت ہے (۳۴)۔ اردو کے جدید شاعر ادیب و نقاد ڈاکٹر سید اقبال خسرو قادری ابن سید شاہ اقبال پاشا قادری کمبل پوش، حضرت شاہ غلام حسین کمبل پوش کی اولاد سے ہیں، اور راقم الحروف (راہی فدائی) کے مخلص دوستوں میں سے ہیں۔

حضرت شرف الدین قادری کمبل پوش کا مزار شہر کڈ پے کے مضافات میں نہر داؤدی پر بنائے گئے ”بارہ پل“ کے کنارے ایک درخت کے سائے میں واقع ہے۔ جہاں لوح مزار پر مذکورہ بالا اشعار تحریر کیے گئے ہیں۔ اس قطعہ تاریخ کے آخری شعر:

یک بیک حکم غیب اظہر گشت شدہ تاریخ ”قطرہ گوہر گشت“

میں لفظ ”اظہر“ ممکن ہے کہ شاعر کا تخلص رہا ہو جسے اس نے بڑے سلیقے سے ”حکم“ کی صفت کے طور پر استعمال کیا ہے۔ علاوہ ازیں شاعر موصوف نے ”قطرہ گوہر گشت“ سے تاریخ ۱۲۶۵ھ کا استخراج کر کے معنی آفرینی اور کمال فن کا ثبوت دیا ہے۔

کتابتہ لوح مزار حضرت سید شہ میر (دوم): کڈپہ (۱۲۶۸ھ)

چونکہ شیخ شاہ میر دستگیر بادشاہ زاهدان و اولیا
کردہ روسوئے بقا روشن ضمیر آمدہ در گوش سالک! ایں ندا
بود شمع معرفت میلاد او سال وصلش داں چراغ دین را
۱۲۰۰ھ (۳۵) ۱۲۶۸ھ

ترجمہ و تشریح:

- (۱) چونکہ میرے شیخ و مرشد شاہ میر (حضرت سید شاہ محمد حسینی عرف شہ میر بادشاہ بخاری) لوگوں کے دکھ درد میں کام آنے والے تھے اور وہ اولیاء و عرفاء کے سردار تھے
- (۲) آپ روشن ضمیر بھی تھے۔ آپ نے جب اپنا رخ ملک بقا کی جانب پھیر لیا اور اس کی طرف چل پڑے تو سالک کے کانوں میں یہ آواز آئی
- (۳) آپ کا سال ولادت ”شمع معرفت“ ہے (شمع معرفت سے حاصل شدہ عدد یعنی ۱۲۰۰ھ) اور آپ کے وصال کا سال ”چراغ دین“ ہے (چراغ دین سے حاصل شدہ عدد یعنی ۱۲۶۸ھ)

پس منظر:

حضرت سید شاہ محمد حسینی عرف شہ میر بادشاہ بخاری (دوم) المتخلص بہ بے رنگ، حضرت سید شاہ عبدالقادر بخاری معروف بہ جیلانی بادشاہ شہید (متوفی ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۷۹۶ء) کے فرزند کلاں اور حضرت سید شاہ محمد حسینی شہ میر اول کے پوتے تھے۔ آپ جید عالم و فاضل، خدا ترس عابد و ذکر اور مرشد جن و انس تھے۔ آپ کو اپنے جد امجد کی طرح شاعری سے بھی شغف تھا۔ آپ نے مرزا محمد رفیع سودا (متوفی ۱۱۹۵ھ) کے شعر:

سودا! ہزار حیف کہ ہم اس جہان میں کیا کر چلے اور آئے تھے کس کام کے لیے

کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

بے رنگ! ہزار شکر کہ ہم اس جہان میں وہ کر چلے کہ آئے تھے جس کام کے لیے
آپ کا وصال ۱۲۶۸ھ میں رمضان المبارک کے مہینے میں ہوا۔ تدفین کے چار ماہ بعد
ماہ محرم الحرام ۱۲۶۹ھ میں نہر داؤدی میں طغیانی آئی جس کی وجہ سے نہر کے کنارے واقع آپ کی
لحد کھل گئی مگر خدا کی شان کہ جسد مبارک قبر کے اوپر ہی تیرتا رہا۔ جب پانی کم ہو گیا تو لغش خود بخود
لحد کے اندر چلا گئی۔ پانی کے بہاؤ کی وجہ سے حضرت کے بائیں پیر کا انگوٹھا کفن سے باہر نکلا تھا
جسے عقیدت مندوں نے بوسہ دیا۔ ان احباب میں شہر کڈپہ کے آنریری مجسٹریٹ، خان بہادر
حکیم سید عبدالمجید عرف منجمیاں کے والد ماجد مولانا حکیم سید حسین عرف سید صاحب (متوفی
۱۳۲۷ھ) بھی موجود تھے (۳۶)۔

حضرت بے رنگ کے جدی بھائی سید شاہ سلطان محی الدین بادشاہ بخاری سالک
حیدر آبادی (متوفی ۱۳۰۰ھ) آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔ انہوں نے مذکورہ قطعہ تاریخ کہا ہے
جس کے آخری شعر کے پہلے مصرعہ میں ”شمع معرفت“ سے تاریخ ولادت ۱۲۰۰ھ برآمد کی اور
دوسرے مصرعے میں ”چراغ دین“ سے سال وفات ۱۲۶۸ھ کا استخراج کیا۔ اس سے حضرت
سالک کی تاریخ گوئی پر دسترس اور فن شاعری میں آپ کی مہارت ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت
بے رنگ کی بارگاہ مسجد شہ میریہ کے روبرو جنوبی سمت عالی شان گنبد کے اندرونی حصے میں
موجود ہے۔

کتبہ مزار حضرت سید شاہ قادر بادشاہ بخاریؒ عبد کڈ پوی: (۱۳۰۰ھ)

جناب پیر قادر بادشہ نے کیا دنیا سے رحلت سوئے جنت
کہا ہاتھ نے قادر! فکر کیا ہے ابھی کہتا ہوں تم سے سال رحلت
کہو تم کاٹ کے اعداد کے سر کو بجق واصل شدہ اہل طریقت

(۱۳۰۰ھ = (۱۳۰۱-۱)

تشریح:

حضرت عبد کڈ پوتے حضرت سید شاہ قادر علی قادر شہ میری قادریؒ (متوفی ۲۰۰۴ء)
بن حضرت سید شاہ عبد الحق شہ میر ثالثؒ (متوفی ۱۳۵۴ھ) نے قطعہ تاریخ کہا ہے جس میں
”اعداد کے سر“ یعنی الف کے عدد (۱) کو ”بجق واصل شدہ اہل طریقت“ (بمعنی صاحب
طریقت واصل بجق ہو گئے) سے حاصل شدہ عدد ۱۳۰۱ سے منہا کیا جائے تو سال رحلت یعنی
۱۳۰۰ھ کا استخراج ہوتا ہے۔ یہ صنعت تخریج حضرت قادر کی قادر الکلامی کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔

پس منظر:

خانوادہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ (متوفی ۷۸۹ھ) کے جوان سال فرد
حضرت سید شاہ عبد القادر بخاریؒ عرف قادر بادشاہ المتخلص بہ عبد صدیاں گزرنے کے بعد بھی
اپنے اجداد کی طرح بلند اخلاق و اعلیٰ کردار خصوصاً جو دستاویز متنازعہ اور علم و عمل میں بزرگوں کا
نمونہ تھے۔ والد ماجد حضرت سید شاہ جمال الدین بخاریؒ ثانی کی وفات (۱۲۶۴ھ) کے تین ماہ
بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ دادا حضرت بے رنگ نے لاڈ لے پوتے کی پرورش و پرداخت اور
تعلیم و تربیت کا ذمہ لیا تھا۔ آپ ہنوز چار سال کے تھے کہ دادا بھی داغ مفارقت دے گئے۔
پھر حضرت بے رنگ کے خلیفہ خاص حضرت سالک بخاریؒ (متوفی ۱۳۰۰ھ) نے آپ کو (غالباً)
اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ بعد ازاں حضرت عبد اپنے رشتے کے دادا حضرت سید علی مراد شاہ

بخاریؒ افضل سے وابستہ ہو گئے۔ وہیں آپ علوم ظاہری و باطنی سے فیض یاب ہوئے۔ حضرت
افضل نے آپ کا نکاح اپنی اکلوتی ہم شیرزادی سے کرایا۔ آپ بھی اپنے والد کی طرح عین جوانی
میں جب کہ آپ کی عمر ۳۶ سال تھی واصل بجق ہو گئے۔ آپ کا مزار آپ کے دادا حضرت
بے رنگ کے پہلو میں واقع ہے جس پر مذکورہ بالا قطعہ تاریخ مرقوم ہے۔

کے صحن میں آسودہ ہیں۔

آپ کی اولاد میں آپ کے پوتے حضرت سید شاہ قادر با شاہ قادری بن حضرت سید شاہ سلطان محی الدین قادری معروف بہ یاعلی پیر قادری چکری کے فرزند سید شاہ عبدالجبار قادری صاحب تاحال بقید حیات ہیں (۳۷)۔

کتبہ لوح مزار سید شاہ محی الدین قادریؒ، کڈپہ: (۱۳۰۳ھ)

چونکہ سید شاہ محی الدین جناب در رضائے راہ مولیٰ جان داد
روز جمعہ ہفتم ماہ ربیع رحمت جاں آفریں بر روح باد
سال رحلت عقل عابدان در فادِ خُلی فی جَنَّتِی آواز داد

۱۳۰۳ھ

ترجمہ و تشریح:

- (۱) حضرت سید شاہ محی الدین قادری نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں رضائے الہی کی خاطر جان جاں آفریں کے سپرد کر دی
- (۲) آپ کا وصال ماہ ربیع الاول کی ساتویں تاریخ بروز جمعہ ہوا۔ آپ کی روح پُرتوح پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو
- (۳) اس دوران عابد کے ذہن نے رحلت کا سال بتاتے ہوئے کہا ”فادِ خُلی فی جَنَّتِی“ ان اشعار کا خالق متخلص بہ عابد صاحب مزار بزرگ کا معتقد تھا۔ اس نے آیت کریمہ ”فادِ خُلی فی عبادِی وادِ خُلی جَنَّتِی“ سے استفادہ کرتے ہوئے ”فادِ خُلی فی جَنَّتِی آواز داد“ سے ۱۳۰۳ھ کا استخراج کیا ہے۔

پس منظر:

مذکورہ اشعار شہر کڈپہ کی مسجد برہان الدین کے صحن میں واقع مزار حضرت سید شاہ محی الدین قادریؒ بن حضرت سید نبی شاہ قادریؒ (ثانی) چکمنگوری کی لوح پر درخشاں ہیں۔ حضرت سید شاہ عبدالستار ہادی بغدادیؒ (مزار چکری) کے چشم و چراغ، حضرت سید شاہ محی الدین قادریؒ، چکری (علاقہ گنتکل، ضلع انت پور، آندھرا پردیش) ہی کے متوطن تھے۔ اصلاح و ارشاد کے لیے کڈپہ تشریف لائے اور یہیں واصل بحق ہو گئے۔ کڈپہ شہر کی مشہور مسجد برہان الدین

کتبہ مرقد حضرت سید علی مراد شاہ بخاری افضل کڈپوی: (۱۳۱۰ھ)

شیخ من و مرشدِ برایا نامش سید علی است اور
مشہور علی مراد شاہ است افضل متخلص است زیبا
از حکم حکیم حق تعالیٰ چوں کرد سفر ز دار دنیا
مصرف شد بمفکر سائش ناگاہ بمن سرش گفتا
شہ میر! سن وصال حضرت گو وارث جنت معلیٰ

۱۳۱۰ھ

ترجمہ و تشریح:

- (۱) میرے شیخ اور دیگر لوگوں کے مرشد کامل کا نام نامی واسم گرامی حضرت سید علی ہے
- (۲) وہ علی مراد شاہ کی عرفیت سے مشہور ہیں اور آپ کا تخلص افضل ہے جو آپ کے لیے

زیب دیتا ہے

- (۳) آپ نے خدائے حکیم کے حکم سے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کیا
- (۴) میں آپ کے سال رحلت کی فکر میں مصروف تھا تو اچانک غیبی فرشتے نے آواز دی
- (۵) اے شہ میر! کہہ دے! کہ حضرت مرحوم کا سن وصال ”وارث جنت معلیٰ“ ہے
(یعنی آپ جنت الفردوس کے وارث ہیں)

آپ کی ہمیشہ زادی کے فرزند (یعنی حضرت عبد کے صاحب زادے) اور آپ کے شاگرد و خلیفہ حضرت عبدالحق شہ میر (ثالث) نے آپ کی رحلت پر مذکورہ بالا قطعہ تاریخ کہا ہے جس میں ”وارث جنت معلیٰ“ جیسے عمدہ و معنی آفریں جملے سے سن وصال یعنی ۱۳۱۰ھ کی نشاندہی کی ہے جس سے شاعر کا کمال فن ظاہر ہوتا ہے۔

پس منظر:

حضرت سید شاہ مراد علی عرف علی مراد شاہ بخاری افضل سلسلہ شہ میریہ کے بزرگوں میں اس اعتبار سے ممتاز ہیں کہ آپ نے نہ صرف جنوب بلکہ شمالی ہند کے اہل علم و اصحاب فضل سے بھی استفادہ کیا۔ آپ کے اساتذہ کرام میں آپ کے والد ماجد حضرت سید شاہ جمال الدین اکمل بخاری (متوفی ۱۲۷۷ھ) بن جائی دکن حضرت شاہ کمال بخاری (متوفی ۱۲۲۲ھ) کے علاوہ علامہ غلام قادر مدراسی (متوفی ۱۲۹۳ھ) بن محمد فاخر گوپاموی اور دربار سلطان ٹیپو کے مشہور منجم منشی غلام حسین عاصی میسوری (متوفی ۱۲۸۰ھ) بھی شامل ہیں۔ حضرت افضل شمس العلماء حضرت شاہ عبدالوہاب قادری ویلوری بانی ام المدارس مدرسہ باقیات صالحات ویلور کے معاصر اور راقم الحروف (راہی فدائی) کے جد امجد حضرت ٹی۔ پیر ناک قادری نندلوری (متوفی ۱۳۶۷ھ) کے پیرو مرشد تھے۔ حضرت افضل نہ صرف عالم و فاضل اور زاہد عارف باللہ تھے بلکہ ایک خوش الحان قاری اور شاعر و مصنف بھی تھے (۳۸)۔

کتبہ لوح مزار حضرت شہ میر ثالثؒ، کڈپہ: (۱۳۵۴ھ)

واقف سرّ باطن و ظاہر پاک پاکیزہ طیب و طاہر
سالمک مسلک رسول انام عالم دیں حدیث کے ماہر
عارف منزل سلوک و حضور دین و آل رسول کے ناصر
ہر بلا پر تھے شکر کے سجدے اللہ اللہ وہ صابر و شاکر
سچ تو یہ ہے وہ حق شناس تھی ذات کیا کوئی مدح کر سکے شاعر
سال ترحیل حضرت شہ میر مظہر معرفت کہو قادر!
(۱۹۳۵ء) (مطابق ۱۳۵۴ھ)

پس منظر:

حضرت سید شاہ عبدالحق بخاریؒ معروف بہ شہ میر ثالثؒ بن سید شاہ عبدالقادر بخاریؒ عبد
بلند پایہ عالم دین اور ماہر سلوک و طریقت تھے۔ آپ نے مصنف و شاعر دونوں حیثیتوں سے خود کو
منوایا ہے۔ آپ کے دیوان کا تیسرا ایڈیشن ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰۱۷ء میں آپ کے پوتے مولانا
سید شاہ شہ میر بخاری (رابع) کے زیر اہتمام ادارہ بزم شہ میر تلیپول کدری (ضلع انت پور
آندھرا پردیش) سے شائع ہوا ہے جس میں راقم کا مضمون بہ عنوان ”جنوبی ہند کے ایک بلند پایہ
صوفی شاعر“ بھی شامل ہے۔ آپ کے اشعار میں تصوف و احسان کے موضوعات بالخصوص
”وحدۃ الوجود“ کے مسائل غالب ہیں۔ عشقیہ مضامین میں بھی آپ کے کمال فن اور مہارت سخن
کا اظہار ہوتا ہے۔ لوح مزار پر تحریر شدہ اشعار آپ کے فرزند حضرت مولانا سید شاہ قادر علی
بادشاہ قادر شہ میری کے رشحات قلم کا نتیجہ ہیں۔ حضرت قادرؒ نے ”مظہر معرفت“ کے مناسب
ترین کلمہ سے عیسوی سن ۱۹۳۵ء (مطابق ۱۳۵۴ھ) کا انکشاف کیا ہے جو قابل ستائش ہے۔

کتبہ لوح مزار حضرت علامہ

سید شاہ عبدالجبار صاحب قادریؒ باقویؒ: کڈپہ

قدوة دین و نازش اخیار اور علامہ فرشتہ شعار
شیخ تفسیر و زبدۃ العلماء مرشد وقت صاحب اسرار
ماہر فقہ اور شیخ حدیث فخر ابرار و منبع انوار
جو ہیں چشم و چراغ آل رسول جن کا نام گرامی دیں کا وقار
نائب شاہ مرسلان تھے آپ سید شاہ حضرت جبار
یوم دو شنبہ جون کی تینیس دے گئے داغ ہجر وقت نہار
مصرع سال رحلت شیخی میں نے چاہا بہ رحمت غفار
یہ ندا آئی بر سر ہاتف باغ جنت ہوا ہے جائے قرار
(۵) ۲۰۰۳ء (۱۹۹۸+۵)
آس کے ساتھ قبر پر راہی! بارش نور بر سے لیل و نہار
(۶۱) ۱۴۲۴ھ (۶۱+۱۳۶۳)
(۳۹)

حضرت علامہ ابو السعد سید شاہ عبدالجبار قادریؒ باقویؒ سادات نیشاپور کے چشم و
چراغ تھے۔ آپ کی ولادت سید بابا فخر الدین بن سید کمال الدین بن سید ابراہیم بن سید محمود
حسینی کے گھر بہ مقام پروڈوٹور ضلع کڈپہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مقامی
اساتذہ کی زیر سرپرستی ہوتی رہی بعد ازاں آپ نے ام المدارس مدرسہ باقیات صالحات
ویلوور (تامل ناڈو) کا رخ کیا۔ وہیں آپ نے عالمیت و فاضلیت کی سندیں بالترتیب ۱۹۴۹ء اور
۱۹۵۲ء میں حاصل کیں۔ مختلف علوم و فنون، معقولات و منقولات اور حدیث و تفسیر میں

مہارتِ تامہ سے بہرہ ور ہوئے اور فراغت کے بعد وہیں منصبِ تدریس پر فائز کیے گئے۔ اور پھر ۱۹۷۵ء میں اپنی اعلیٰ علمی صلاحیتوں اور بلند اخلاق و کردار کی بناء پر مادر علمی مدرسہ باقیات کے ناظر و مہتمم (Principal) بنادیے گئے۔ ۱۹۸۸ء میں وظیفہ یابی کے بعد کڈپہ میں جامعہ الثنائیہ عربک کالج قائم کیا۔ ایک مدت تک اس کے نظم و نسق کو سنبھالنے اور تعلیمی و تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد اس سے کنارہ کش ہو کر دارالعلوم ضیاء الباقیات کی بنیاد رکھی، اپنے آخری ایام تک اسی ادارے کی آبیاری کرتے رہے۔

آپ شیخ التفسیر تھے، تاحیات تفسیری خدمات انجام دیں۔ فقہی بصیرت آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ فقہ و تفسیر میں کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں 'فقہی اختلاف' مضامین تفسیر' اور تفسیر ام الکتاب' کافی مشہور ہوئیں۔

آپ اعلیٰ درجے کے مقرر بھی تھے۔ خوش بیانی، سنجیدگی اور مستند و مدلل گفتگو آپ کے بیان کی خصوصیات تھیں۔ آپ اخلاص و لہبیت کے پیکر ہونے کے علاوہ اپنے وقت کے مرشد و مربی بھی تھے۔ خانوادہ اقطاب و یلور کے فرد فرید سابق سجادہ نشین اعلیٰ حضرت ابوالنصر قطب الدین سید شاہ محمد باقر قادری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۴۱۵ھ) کے اجازت و خلافت یافتہ ہونے کا شرف بھی آپ کو حاصل رہا۔ راقم الحروف، حضرت شیخ التفسیر قدس سرّہ کے دست حق پرست پر بیعت اور خرقہ خلافت کی سعادت سے سرفراز ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ راقم کو اپنے مضمون ”علاقہ کڈپہ کے نایاب تاریخی کتب“ کے اختتام پر تبرّکاً تیمناً حضرت شینا کے وصال پر راقم کا تحریر کردہ قطعہ تاریخ جو آپ کے مرقد کے سرہانے سنگ سیاہ پر کندہ ہے، شامل کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ اس قطعہ تاریخ میں صنعتِ تعمیر کے ذریعے عیسوی اور ہجری دونوں تاریخوں کی اطلاع دی گئی ہے۔ عیسوی تاریخ میں ”باغِ جنت ہوا ہے جائے قرار“ سے حاصل شدہ اعداد (۱۹۹۸) کے ساتھ ”برسر ہاتف“ کے ہا کو یعنی عدد پانچ (۵) کو ضم کرتے ہوئے (۱۹۹۸+۵) ۲۰۰۳ء کا سال برآمد کیا گیا ہے۔ اور ”بارش نور بر سے لیل و نہار“ کے مصرعے

سے نکلنے والے اعداد (۱۳۶۳) کو ”آس“ کے عدد (۶۱) کے ساتھ ملا کر (۱۳۶۳+۶۱) سال ہجری ۱۴۲۴ کو قطعیت دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ احقر کی اس ادنیٰ سی کوشش کو شرف قبولیت عطا کرے اور مذکورہ تمام بزرگان دین و اولیائے کمالین کا فیض روحانی اس کے رواں رواں میں جاری رہے۔

آمین! بجاہ سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الرحیمین والحمد لله رب العالمین!

کتبہ لوح مزار شہدائے کڈپہ

یہ قبر چودویں رجمنٹ کے نایک کمال محمد سپاہی شیخ جی سپاہی شیخ عبداللہ کی جو کڈپہ کے شہر میں جون کے مہینے کی پندرہویں تاریخ ۱۸۳۲ عیسوی میں ایک بڑے فساد کی بریڈ سے مچسٹر پیٹ میکڈونلڈ صاحب کو بچانیکے لئے کوشش کر کر اپنی جان فشانے کے جس سے صاحب موصوف بھی مارے گئے۔ اس لئے اس رجمنٹ کے تین سرداروں کی جوانمردی اور بہادری کی یادگار کے واسطے قبر بنائے ہیں۔

پس منظر:

ہندوستان کی تحریک آزادی کئی نصاب و عمر کا مجموعہ رہی ہے۔ اس عظیم ملک کے عظیم مجاہد حضرت ٹیپو سلطان نے انگریزوں کا بہ نفس نفیس مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا (۱۲۱۳ھ ۱۷۹۹ء)۔ شہادت کے بعد سلطان شہید کے اہل خانہ اور دیگر پس ماندگان کو ویلور (تامل ناڈو) کے قلعے میں نظر بند رکھا گیا جہاں شہزادوں کی رہنمائی میں بتاریخ ۱۰ جولائی ۱۸۰۶ء انگریزوں کے خلاف اولین بغاوت رونما ہوئی۔ جس کی ناکامی کے دوران سیکڑوں مسلم اور ہندو سپاہی انگریزوں کے ہاتھوں قتل کر دیے گئے۔ پھر اس کے ٹھیک پچاس سال بعد ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف دوسری بغاوت بڑے وسیع پیمانے پر بڑی شدت کے ساتھ اٹھی مگر اس کا انجام بھی ہزاروں لوگوں کی قربانیوں کے باوجود ویلور کی بغاوت سے مختلف نہیں رہا۔

جنوب اور شمال میں پیش آنے والے ان دونوں معرکوں کے درمیانی عرصے میں شہر کڈپہ میں ایک اہم اور خوفناک واقعہ پیش آیا۔ تحریک آزادی کے متوالے پر جوش اور باہمت ہو کر انگریز حکمرانوں کے خلاف جدوجہد کر رہے تھے۔ آزادی کی اس تحریک میں ہندو اور مسلم

ضمیمہ

شیر و شکر کی طرح مل جل کر قدم سے قدم ملا کر آگے بڑھ رہے تھے۔ انگریز حکومت کو یہ ہندو مسلم اتحاد ایک آنکھ نہیں بھار ہا تھا۔ انہوں نے یہ سازش رچی کہ کسی بھی طرح ہندو اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی جائے اور ان دو قوموں کے درمیان فتنہ و فساد برپا کیا جائے۔ اس منصوبے کے تحت انگریزوں نے اپنے کارندوں کے ذریعے شہر کڈپہ کی جامعہ مسجد کے صحن میں راتوں رات خنزیر کا سر لا کر ڈال دیا۔ فجر کی نماز کے لیے جمع ہونے والے مصلیوں نے یہ دیکھا تو غضب ناک ہو گئے۔ یہ خبر شہر میں عام ہوئی تو تمام مسلمان جامعہ مسجد کے میدان میں جمع ہو گئے۔ عوام سمجھ رہے تھے کہ یہ حرکت ہندوؤں کی ہے، مگر شہر کے بعض ذی فہم اور دانش مندر سرکردہ احباب نے لوگوں کو سمجھا دیا کہ یہ سازش انگریزوں کی رچائی ہوئی ہے۔ جب یہ بات مسلمانوں کی سمجھ میں آگئی کہ حکمران طبقہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں اختلاف پیدا کر کے تحریک آزادی کو کمزور کرنے کا ارادہ کیے ہوئے ہے تو غیض و غضب سے بھرے مسلمان ایک جم غفیر کی صورت میں انگریزوں سے مقابلہ کرنے کے لیے نکل پڑے (۱۵ جون ۱۸۳۲ء)۔ عرب سے تشریف لائے ہوئے ایک مولانا بھی ان دنوں کڈپہ میں قیام پذیر تھے جن کے اصل نام کا پتہ نہیں چلتا لیکن وہ عوام میں عرب صاحب کے نام سے ہی معروف تھے۔ موصوف بڑے باعزم اور با حوصلہ واقع ہوئے تھے۔ انہوں نے عوام کی قیادت سنبھالی۔ دوسری طرف حکومت چونکہ ہونگئی تھی اور عوام خاص کر مسلمانوں کو روکنے اور ان کی طاقت کو کچل ڈالنے کا ارادہ کیے ہوئے تھے۔ انہی دنوں شہر کڈپہ کے کلکٹر مجسٹریٹ کا تبادلہ ہو گیا۔ ان کی جگہ ایک نووارد انگریز نو جوان، جان میک ڈونلڈ کو امن و ضبط کی بحالی کے فرائض سونپے گئے۔ یہ صاحب شہر کے لیے بالکل نئے تھے، یہاں کے حالات سے پوری طرح واقف نہیں تھے اور اپنے پیش رو افسر کے منصوبے سے بھی لاعلم تھے۔ ان صاحب نے یہ خیال کیا کہ اگر وہ مسلمانوں کے درمیان بہ نفس نفیس پہنچ کر انہیں سمجھائیں تو شاید مسلمانوں کا غصہ فرو ہو جائے گا اور وہ پُر امن ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ مجسٹریٹ اپنے چند محافظ سپاہیوں کے ساتھ مسلمانوں کے اس مجمع کے سامنے پہنچا اور مترجم کے

ذریعے گفتگو کا آغاز کرنا چاہا۔ مگر یہ وقت ایسے مذاکرات کے لیے بالکل مناسب نہیں تھا۔ ہجوم غم و غصہ سے بے قابو ہو گیا تھا۔ بحث و تکرار اور مار پیٹ تک نوبت پہنچ گئی۔ ایک طرف سے تلواریں اور دوسری طرف سے گولیاں چلنی شروع ہو گئیں۔ گولیوں کی پروا کیے بغیر، مسلمانوں نے تلواروں سے حملہ کیا۔ مجسٹریٹ زخمی ہو گئے اور اپنے افسر کی جان بچانے کی کوشش کرتے ہوئے یہ تینوں مسلمان سپاہی بھی اپنے ہی ہم مذہب بھائیوں کے ہاتھوں تہ تیغ کر دیے گئے۔ اس معرکے میں انگریز مجسٹریٹ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے قائد عرب صاحب نے بھی اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ عرب صاحب کا مزار جامعہ مسجد سے متصل صحن میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اس معرکے میں کام آنے والے تینوں مسلمان سپاہیوں، نایک کمال محمد، سپاہی شیخ جی اور سپاہی شیخ عبداللہ کو سرکاری اعزاز کے ساتھ شہر کی شاہی عید گاہ کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔ ایک مستطیل چبوترے پر پختہ قبریں بنی ہوئی ہیں اور لوح مزار کندہ ہے۔ ان قبروں کو عرف عام میں شہداء کی قبریں کہا جاتا ہے۔ انگریز مجسٹریٹ کے انتقال کے چند ماہ بعد اس کی بیوی، ایلکس کا بھی انتقال ہو گیا۔ ان دونوں کی قبریں عیسائیوں کے قدیم قبرستان میں موجود ہیں (۴۰)۔

ماخذ و حواشی

- ۶ کولن میکیزی، کرنل A Discriptive Catalogue of the Islamic Manuscripts in the Government Oriental, Manuscripts Library, Madras (Volume V) Mackenzie Collections ص ۸۱
- ۷ محمد یوسف کوکن، افضل العلماء Arabic and Persian in ص ۳۱-۳۰ Carnatic (امیر اینڈ کمپنی، مدراس: ۱۹۷۷ء)
- ۸ کولن میکیزی، کرنل Mackenzie Collections ص ۱۶۱
- ۹ وینکٹ رمیا-این ڈاکٹر کڈپہ سلاسانامولو (تنگو) ص ۱۶۸ Cuddapah Inscriptions (ایڈیٹر) (مطبوعہ حکومت ٹمل ناڈو: ۱۹۷۲ء)
- ۱۰ کولن میکیزی، کرنل Mackenzie Collections ص ۶۰
- ۱۱ محمد عظیم الدین منشی تاریخ دلیر جنگی (مطبوعہ ۱۲۶۲ھ) ص ۱۱
- ۱۲ محمد خالدی ابوالنصر، ڈاکٹر وفیات اعیان الہند ص ۳۰۷ (ترتیب: عطاء الرحمن قاسمی) (شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی: ۲۰۰۵ء)
- ۱۳ راہی فدائی، ڈاکٹر سلطنت خداداد کے صوبہ کڈپہ میں اردو کی نشوونما ص ۳۹-۴۰
- ۱۴ راہی فدائی، ڈاکٹر استشہاد (کرناٹک اردو اکاڈمی، بنگلور: ۲۰۱۲ء) ص ۳۷۳
- ۱۵ عباس سید عارفین (آستانہ مخدوم، لکھنؤ، کڈپہ: ۱۹۶۵ء) ص ۱۱۵
- ۱۶ کولن میکیزی، کرنل Mackenzie Collections ص ۶۶
- (نوٹ: ص ۶۶، پروانہ ۱۸۴ کے تحت ۱۰۹۹ھ میں حضرت خواجہ سید محمد حبیبیؒ کے انتقال کی اطلاع دی گئی ہے اور آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات کا سال ۱۱۵۷ھ بتایا گیا ہے۔ لیکن گنبد کے دروازے پر نصب کتبے کے مطالعے کے بعد میکیزی کلکشن کے یہ دونوں سنین غلط ثابت ہوتے ہیں)

- ۱ کولن میکیزی، کرنل (مخطوطہ) جلد-۱ میکیزی کلکشنز ص ۴۳۳ (گورنمنٹ پرنٹنگ پریس، مدراس) Mackenzie Collections
- ۲ راہی فدائی، ڈاکٹر Glimpses of History ص ۱۱۷ (الانصار پبلی کیشنز، حیدرآباد: ۲۰۱۷ء)
- ۳ راہی فدائی، ڈاکٹر ایضاً ص ۱۱۵
- ۴ راہی فدائی، ڈاکٹر سلطنت خداداد کے صوبہ کڈپہ میں اردو کی نشوونما ص ۲۱ (کرناٹک اردو اکاڈمی، بنگلور: ۲۰۱۶ء)
- ۵ درویش محمد قادری (ثانی) مخزن کتب خانہ سید شاہ محبوب باشاہ قادری ابن بیاض (مخطوطہ) جناب سید شاہ احمد قادری سجادہ نشین آستانہ فتح میاں، سدھوٹ

۳۱ محمد یوسف کوکن، افضل العلماء Arabic and Persian in ۳۶۷ ص

Carnatic

۳۲ محمد یوسف کوکن، افضل العلماء..... ایضاً..... ۳۷۰ ص

۳۳ شجرہ نسبی (مخطوطہ) مخزنہ کتب خانہ سید محبوب پاشا قادری، سدھوٹ

۳۴ بیاض (قلمی) مخزنہ کتب خانہ سید اقبال بادشاہ قادری، کمبل پوش

۳۵ محمود بخاری سید شاہ، حکیم شہ میری اولیاء ۹۶ ص

۳۶ راہی فدائی، ڈاکٹر سلطنت خداداد کے صوبہ کڈپہ میں اردو کی نشوونما ۱۰۲-۱۰۳ ص

۳۷ شجرہ نسبی (مخطوطہ) مخزنہ کتب خانہ مولانا سید مخدوم محی الدین

قادری، بانی و مہتمم جامعہ منار الہدی: کڈپہ

۳۸ راہی فدائی، ڈاکٹر سلطنت خداداد کے صوبہ کڈپہ میں اردو کی نشوونما ۱۱۵ ص

۳۹ راہی فدائی، ڈاکٹر مصداقات ۵۸ ص

(الانصار پبلی کیشنز، حیدر آباد: ۲۰۱۵ء)

۴۰ سسی سری (رحمت اللہ) چوپو (مٹگو) Choopu ۱۵۱ ص

وشالاندھر اپبلسنگ ہاؤز، حیدر آباد: ۲۰۱۱ء

☆☆☆

۱۷ وینکٹ رمنیا- این، ڈاکٹر کڈپہ سلاسانامولو (مٹگو) ۱۶۵ ص

Cuddapah Inscriptions (ایڈیٹر)

۶۰ Mackenzie Collections کولن میکنزی، کرنل

۳۴ Mackenzie Records (مخطوطہ) ۱۸ کولن میکنزی، کرنل

مخطوطہ نمبر: M-149

مخزنہ گورنمنٹ مینسکر پٹ لائبریری، مدراس

۱۶۲ Mackenzie Collections ۱۹ کولن میکنزی، کرنل

۴۴ ایضاً..... ۲۰ کولن میکنزی، کرنل

۵۹ شواہد (الانصار پبلی کیشنز، حیدر آباد: ۲۰۱۷ء) ۲۱ راہی فدائی، ڈاکٹر

۵۹ Mackenzie Collections ۲۲ کولن میکنزی، کرنل

۵۰۱ استنبہاد ۲۳ راہی فدائی، ڈاکٹر

۹۱ Mackenzie Collections ۲۴ کولن میکنزی، کرنل

۹۱ شہ میری اولیاء (طبع چہارم) ۲۵ محمود بخاری سید شاہ، حکیم

(بخاری بک ڈپو، محل، ضلع چٹور: ۲۰۱۶ء)

۱۲۱-۱۲۲ ایضاً..... ۲۶ محمود بخاری سید شاہ، حکیم

۷۷ سلطنت خداداد کے صوبہ کڈپہ میں اردو کی نشوونما ۲۷ راہی فدائی، ڈاکٹر

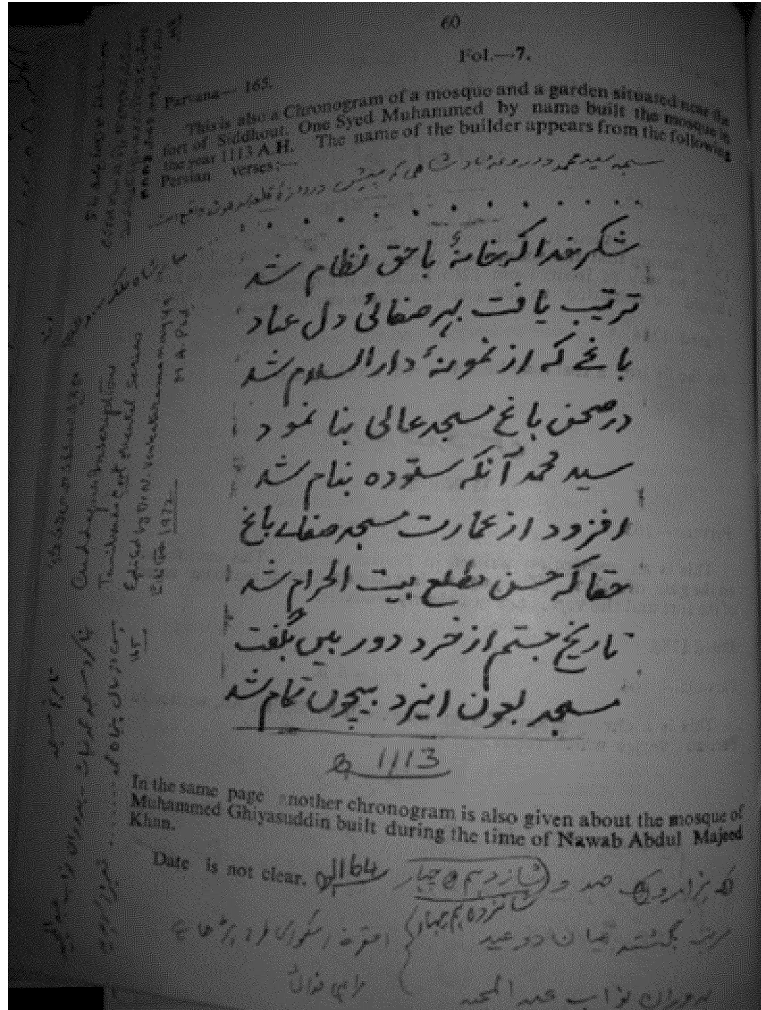
۲۸ درویش محمد قادری (ثانی) مخزنہ کتب خانہ سید شاہ محبوب پاشا قادری ابن

بیاض (مخطوطہ) جناب سید شاہ احمد قادری سجادہ نشین آستانہ

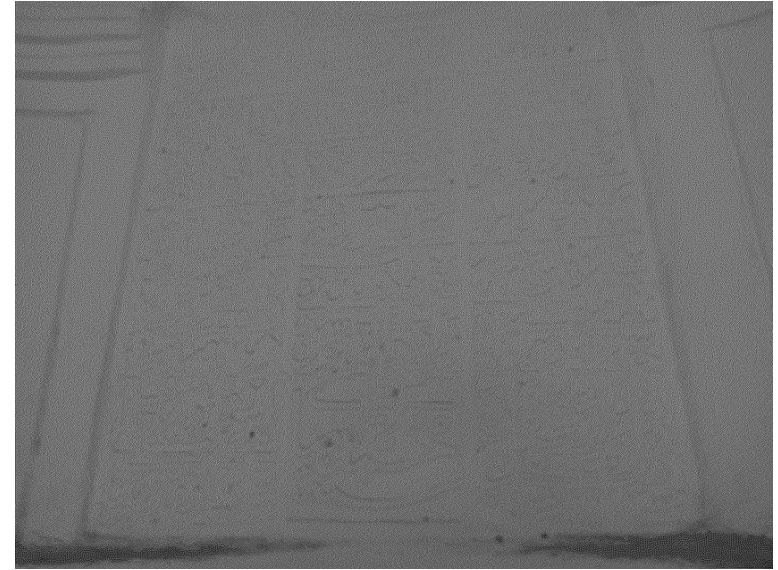
فتح میاں، سدھوٹ

۲۹ درویش محمد قادری (ثانی) ایضاً.....

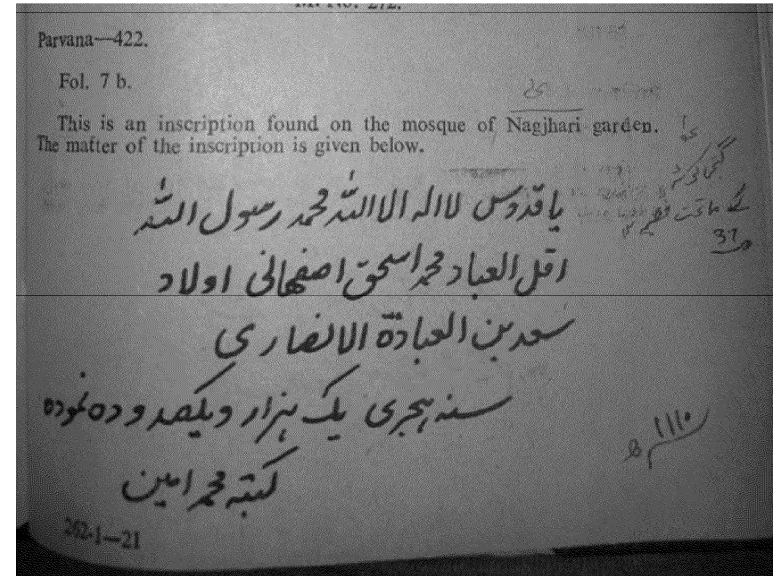
۳۰ درویش محمد قادری (ثانی) ایضاً.....



مسجد سید محمد داروغہ بادشاہی: سدھوٹ



مسجد قلعہ: کٹپہ



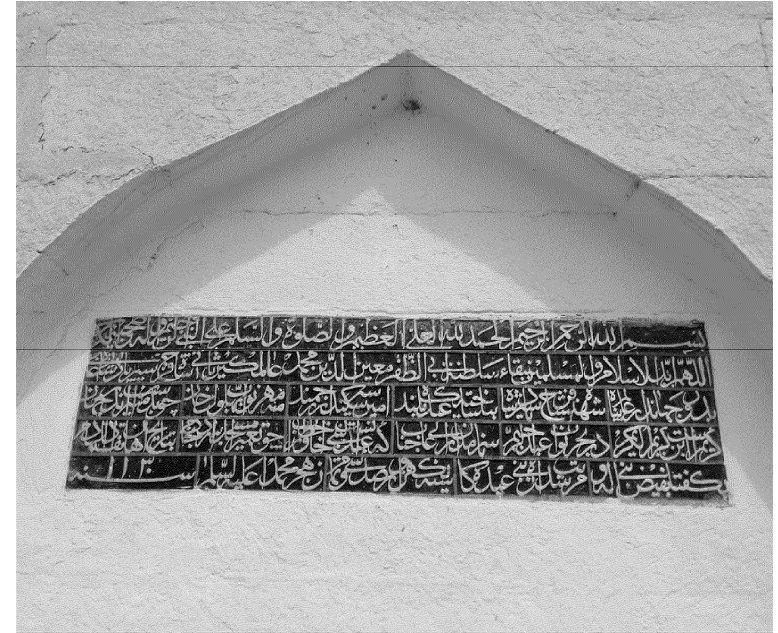
مسجد اہلق اصفہانی، ناگ جھری: گنڈی کوٹہ



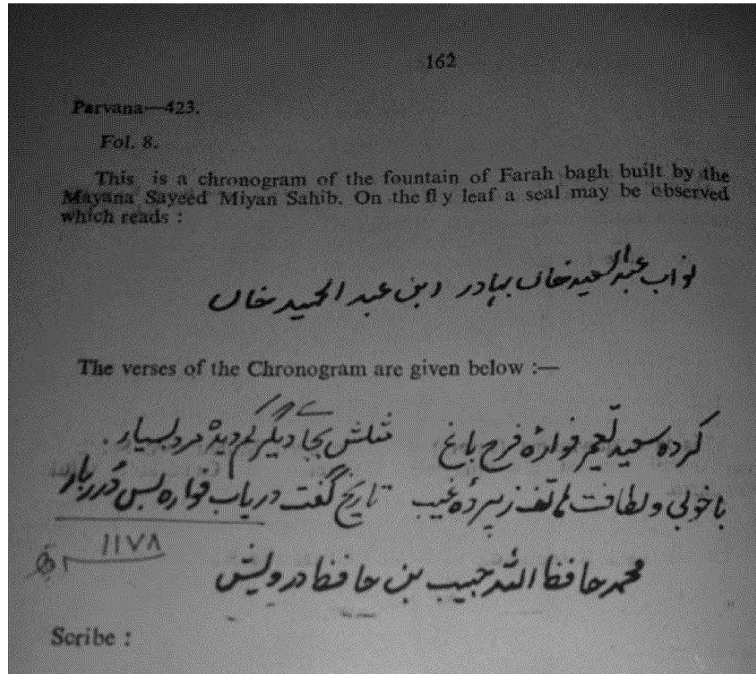
باب الداخلہ، بہادر خان مسجد: کڈپہ



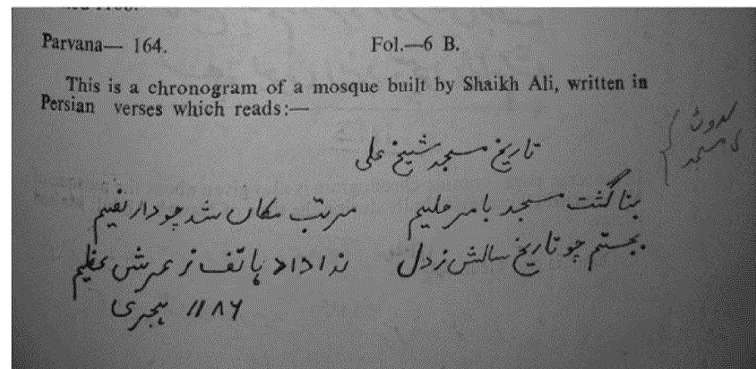
کتبہ آثار محل، بہادر خان مسجد: کڈپہ



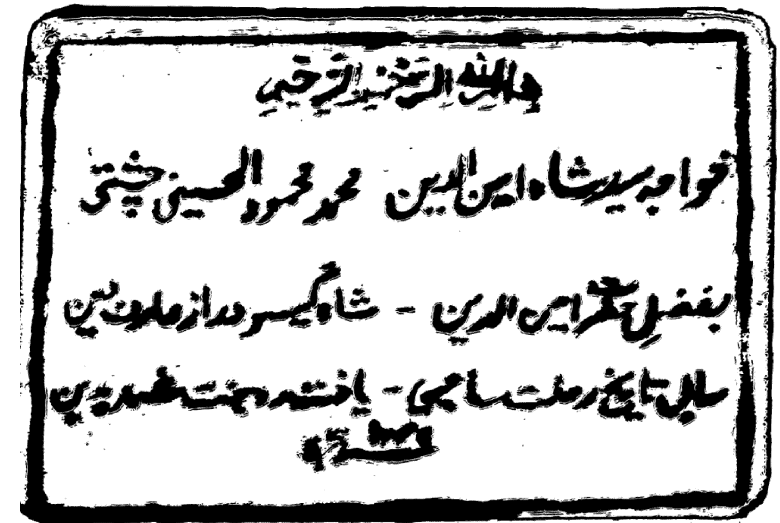
شاہی عید گاہ: کڈپہ



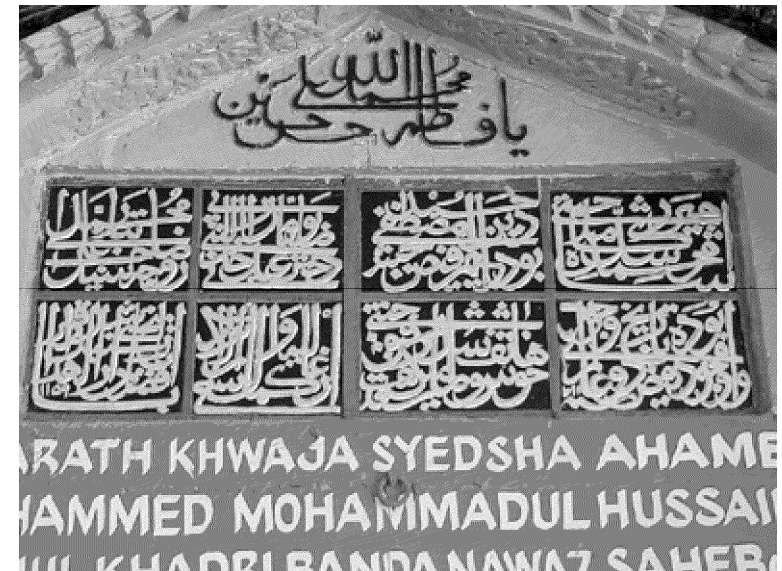
فواره فرح باغ: گنڈی کوٹہ



مسجد شیخ علی: سدھوٹ



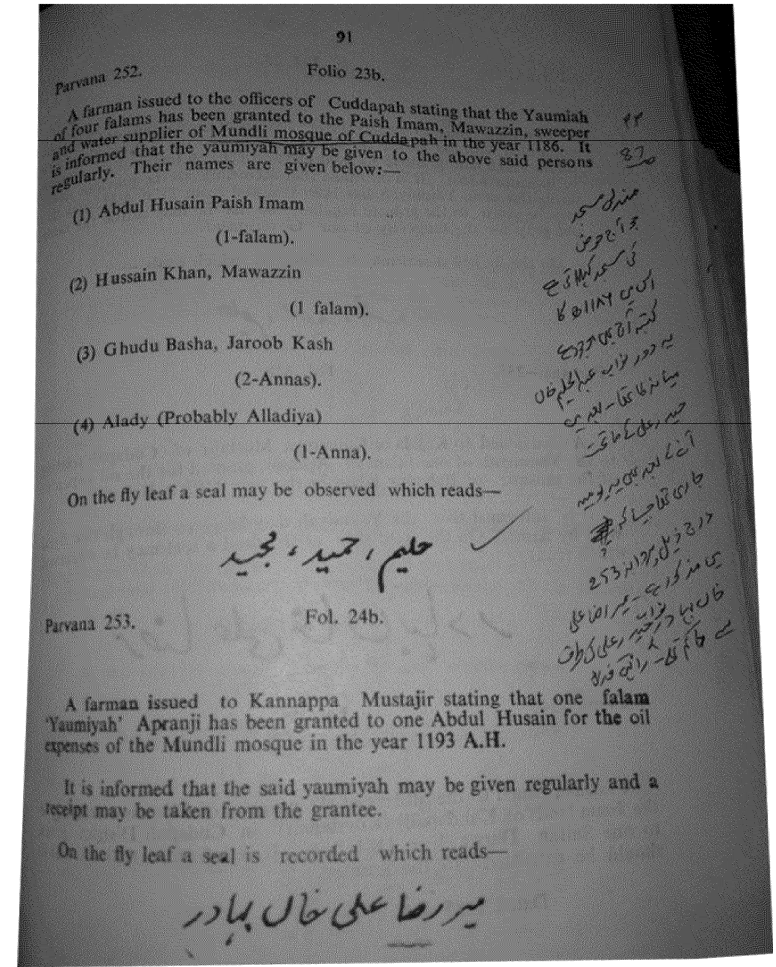
حضرت امین الدین شاہ گیسو دراز: کڈپہ



چاند پھر اگنبد: کڈپہ



لوح مزار حضرت سید عبدالقادر عرف چیلانی بادشاہ شہید: کڈپہ



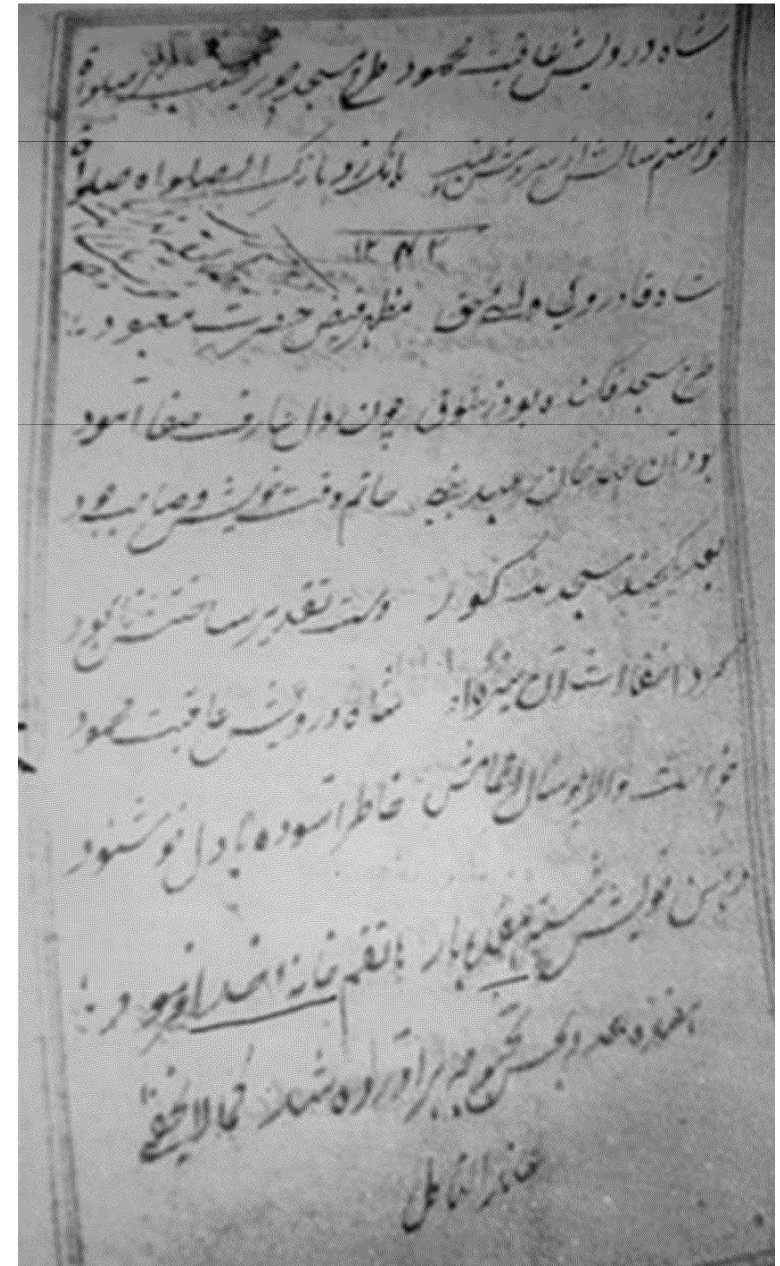
منڈلی مسجد (حوض کی مسجد): کڈپہ



لوح مزار حضرت کمبل پوشؒ: کڈپہ



لوح مزار حضرت سید شاہ محی الدین قادریؒ: کڈپہ



مسجد شاہ درویشؒ / مسجد شاہ قادریؒ: سدھوٹ

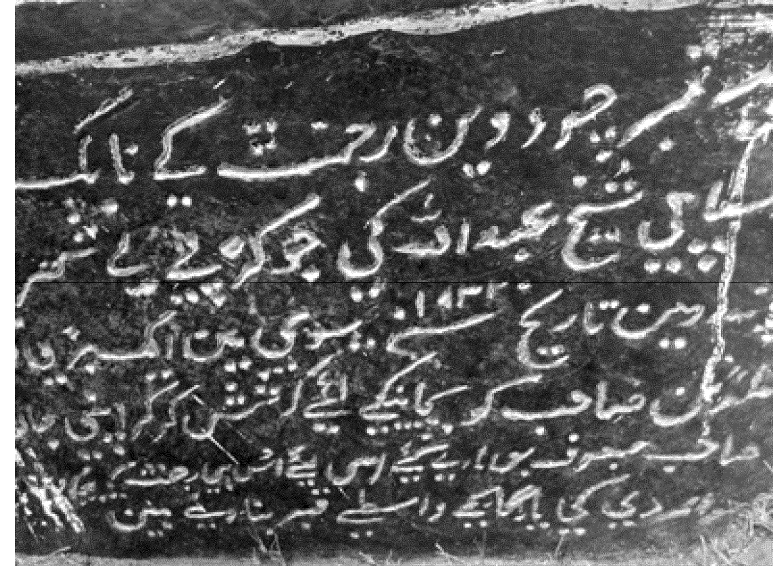
ہدیہ تبریک و امتنان

راقم الحروف (راہی فدائی) اولاً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں سجدہ شکر بجالاتا ہے اور پھر اس کتاب کی تصنیف کے دوران جن دوستوں نے مفید مشوروں سے نوازا ان سبھی احباب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ بالخصوص عزیز القدر محترم قاضی اسد ثنائی صاحب کا شکریہ جنہوں نے طباعت کی ذمہ داری بحسن و خوبی نبھائی۔ رفیق محترم ڈاکٹر سید اقبال خسر وقادری صاحب کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش ہے جن کی صلاحیت اور سلیقہ مندی نے اس کتاب کی ترتیب کو حسن و جمال سے آراستہ کر دیا۔ کمپیوٹر کتابت کے لیے عزیز ی محمد یونس طیب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

راقم اپنے مخلص و محترم دوست سید یوسف صفی اور برادر عزیز مولانا مولوی رشید احمد باقوی کامنوں ہے کہ انہوں نے اپنی اخلاقی تائید سے نوازا۔ جناب محمد حنیف صاحب ساکن اودے گری ضلع نیلور نے بھی تبادلہ خیال کے ذریعے بڑی مدد کی اور جناب سید شاہ محبوب باشاہ قادری ابن جناب سید شاہ احمد قادری سجادہ نشین آستانہ فتح میاں سدھوٹ نے اپنے آبائی کتب خانے سے استفادے کا موقع عطا فرمایا۔ علاوہ ازیں اپنے برادر خرد مولانا قاضی ٹی۔ بشیر احمد ایم۔ اے ایم۔ فل کا بھی شکر گزار ہے کہ انہوں نے کڈپہ کے سنگین کتبوں کی تصاویر مہیا کرتے ہوئے اس کتاب کی زیب و زینت بڑھانے میں تعاون کیا۔

راقم اپنے تینوں فرزندوں عزیزم ٹی۔ حسان احمد سلمہ عزیزم ٹی۔ سفیان احمد سلمہ اور عزیزم ٹی۔ ثوبان احمد سلمہ کے حق میں دعا گو ہے کہ انہوں نے وقتاً فوقتاً دامے درمے سخنے کتاب کی اشاعت میں حصہ لیا۔ جزاءہم اللہ خیر الجزاء!

..... راقم فدائی



کتبہ مزارات شہدائے کڈپہ

توقیت نامہ

استدراک (۲۰۱۱ء) استعجاب (۲۰۱۲ء) استیعاب (۲۰۱۶ء)

ناعت و منعوت (نعتیں: ۲۰۱۴ء)

مطبوعات/تحقیق و تنقید : باقیات ایک جہاں (اشاعت: ۱۹۸۰ء-۲۰۱۳ء)

تجزیہ (۱۹۸۸ء) مسلک باقیات (۱۹۹۱ء)

اکتساب نظر (۱۹۹۱ء)

کڈپہ میں اردو (اشاعت: ۱۹۹۲ء-۲۰۱۳ء)

اوراق جادواں: مکاتیب مشاہیر (۱۹۹۴ء)

مدرسہ باقیات کے علمی و ادبی کارنامے (۱۹۹۶ء)

ویلو ر تاریخ کے آئینے میں (اشاعت: ۱۹۹۷ء-۲۰۱۰ء)

دارالعلوم لطیفیہ کا ادبی منظر نامہ (۱۹۹۷ء)

جوئے شیر (۲۰۰۰ء) قلم و فکر (۲۰۰۶ء)

قدیم ہندوستان میں علوم دین کے سرچشمے (۲۰۰۹ء)

استشہاد (۱۰۱۲ء) مدرکات (۲۰۱۳ء)

مصدقات (۲۰۱۵ء)

گنج شائگان (۲۰۱۶ء) شواہد (۲۰۱۷ء)

علاقہ کڈپہ کے نایاب تاریخی کتبے (۲۰۱۸ء)

راہی فدائی کے فکر و فن پر : ڈاکٹر راہی فدائی فن اور شخصیت (مقالہ برائے پی ایچ ڈی)

(ایس۔ ایوب احمد باقوی، امبیڈ کر یونیورسٹی، مظفر پور، بہار)

تحقیقی مقالے

ڈاکٹر راہی فدائی بحیثیت شاعر (مقالہ برائے ایم۔ فل)

ڈاکٹر راہی فدائی بحیثیت نثر نگار (مقالہ برائے ایم۔ فل)

ایس۔ وی۔ یونیورسٹی، تروپتی

نام : ظہیر احمد باقوی

قلمی نام : راہی فدائی

والدین مرحومین : الحاج ٹی۔ یوسف نانک / الحاجہ غوث بی

تاریخ / مقام پیدائش : ۹ نومبر ۱۹۴۹ء / کڈپہ، آندھرا پردیش

تعلیم : مولوی عالم۔ مولوی فاضل

(جامعہ باقیات صالحات عربک کالج، ویلور)

ادیب فاضل (مدراس یونیورسٹی، مدراس)

افضل العلماء (مدراس یونیورسٹی، مدراس)

ادیب کامل (جامعہ اردو، علی گڑھ)

پنڈت ٹریننگ (محکمہ تعلیم، حکومت تامل ناڈو، مدراس)

ایم۔ اے۔ اردو (میسور یونیورسٹی، میسور)

پی ایچ ڈی (ایس۔ وی۔ یونیورسٹی، تروپتی)

مقالہ: ویلور کے مدارس کی ادبی خدمات

اکتساب فن : علامہ فدوی باقوی علیہ الرحمہ

مطبوعات / شاعری : لہجہ (۱۹۷۴ء) انتسللہ (۱۹۷۹ء) تصنیف (۱۹۸۱ء)

انامل (۱۹۸۷ء) ترقیم (۱۹۹۰ء) مصداق (۱۹۹۳ء)

ایبھا الناس (۱۹۹۸ء) نبراس (۲۰۰۳ء)

یا صاحب الجمال (منظوم سیرت طیبہ: ۲۰۰۷ء)

فبھا (کلیات غزل: ۲۰۰۸ء) مہبط انوار (نعتیں: ۲۰۰۹ء)

Glimpses of History

درس و تدریس : پروفیسر عربی: جامعہ باقیات صالحات، ویلور

(۱۹۷۴ء- تا- ۱۹۸۹ء)

پروفیسر عربی: جامعہ العلوم الثنائیہ، کڈپہ

(۱۹۹۰ء- تا- ۲۰۰۳ء)

پروفیسر عربی: جامعہ ضیاء الباقیات، کڈپہ

(۲۰۰۴ء- تا- ۲۰۰۵ء)

اعزازی صدر شعبہ تحقیق و ترجمہ، انسٹی ٹیوٹ آف ہائر لرننگ، بنگلور

(۲۰۰۶ء- تا- ۲۰۰۹ء)

ممبر سنڈیکیٹ، مدراس یونیورسٹی، مدراس

(۱۹۸۴ء- تا- ۱۹۸۶ء)

نائب صدر، کل ہند رابطہ ادب اسلامی، شاخ کرناٹک

#1616, 4th Cross, Shivaramaya Layout :

HBR 3rd Block, Kalyan Nagar (P.O)

BENGALURU-560043 (K.S)

9448166536 - 7760292050 :

drrahifidai@gmail.com :

www.drrahifidai.com :

☆☆☆